SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, November 20, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین کفروا بعضهم اولیاء بعض الا تفعلوه تکن فتنته

فی الارض و فساد کبیر والذین امنو وهاجرو

وجهدو فی سبیل الله والذین اوواونصرو اولئک

هم المومنون حقا لهم مغفره و رزق کریمه O

ترجمہ: اور دیکھو جو لوگ کافر ہیں وہ بھی راہ کفر میں ایک دوسرے کے کارساز و رفیق ہیں تو مومنو اگر تم اتحاد و اتفاق کے ساتھ قوت پیدا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں امن کی خاطر جہاد کرتے رہے اور جنہوں نے کمزوروں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, November 20, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض الا تفعلوہ تکن فتنتہ
فی الارض و فساد کبیر والذین امنو وھاجرو
وجھدو فی سبیل اللہ والذین اوواونصرو اولئک
ھمالمومنون حقا لھم مغفرہ و رزق کریمہO

ترجمہ: اور دیکھو جو لوگ کافر ہیں وہ بھی راہ کفر میں ایک دوسرے کے کارساز و رفیق ہیں تو مومنو اگر تم اتحاد و اتفاق کے ساتھ قوت پیدا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں ان کی خاطر جہاد کرتے رہے اور جنہوں نے کمزوروں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں ان کے لیے خدا کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

جناب چیئرمین ۔۔ جی جناب پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک دو مسئلے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ پریس میں کل دو اہم خبریں شائع ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب sorry سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب منظور احمد گچکی۔جناب والا! کل اخبار" پاکستان" میں دو اہم خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پہلے کراچی صوبہ بنے گا پھر اسمبلی خود مختاری کا اعلان کر دے گی ۔ یہ ہیڈ لائن میں ہے Operation Yellow Storm کے تحت کراچی سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں base بنا کر چین کا گلا گھونٹا جائے گا مکران کی ساحلی پٹی اور دشت کا علاقہ امریکہ کی اتحادی فوج کے لئے تیار کیا جائے گا۔علاقے میں مقیم پاکستانیوں کو عمان کے پاسپورٹ بنوانے ہوں گے۔ اسی طرح گوادر کے کھلے میدان میں امریکی اسلحہ کا dump اور اسی قسم کی ایک اور بہت اہم خبر ہے ۔

جناب چیئرمین: تو کیا کرنا ہے اس خبر کو ؟

جناب منظور احمد گچکی : جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کافی دنوں سے یہ افواہ چل رہی ہے کیا امریکن گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کا کوئی پروگرام ہے ؟

جناب چیئرمین : تو آپ خود کہہ رہے ہیں کہ افواہ چل رہی ہے تو اس پر ہم بحث شروع کردیں یا کیا کریں؛ افواہ تو افواہ ہی ہوتی ہے ۔

جناب منظور احمد گچکی : نہیں جناب یہ تو خبر ہے

جناب چیئرمین۔ چلیں آپ اس کو کسی مناسب طریقے پر raise کریں پھر بات کرلیں گے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر تو آپ نے توجہ دلا دی that is now all you can do لیکن اس کو کسی مناسب طریقے سے لے آئیں ۔ لے لیں گے کوئی طریقہ نکال کر۔ جی ۔ جی جناب آفتاب صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ : جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ کراچی میں ہونے والے قتل عام کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔آج کے اخبارات کی جو اطلاع ہے وہ ہے ۱۲ افراد کے قتل

ہونے کی ۔ وہاں پر گولیاں چل رہی ہیں لوگ مر رہے ہیں اور یہ سلسلہ بغیر رکے پچھلے کئی مہینوں سے جاری ہے ۔ میں نے پہلے بھی اس اجلاس میں عرض کیا تھا کہ کراچی کے حالات پر سیر حاصل بحث کی جائے اور نہ صرف بحث کی جائے بلکہ سینٹ کوئی کارروائی کرے ۔

Mr. Chairman: That is already under dicussion. I think Karachi situation is under discussion.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میری عرض یہ ہے جو موشن آیا ہوا ہے اس پر تو پچھلے دو ماہ سے بحث ہو رہی ہے ہم یہاں بحث کر کے کیا کریں گے گورنمنٹ بیٹھی ہوئی ہے گورنمنٹ کے وزراء یہاں تشریف فرما ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی مثبت، کوئی substantial قدم اٹھانا چاہیے کراچی کی پوزیشن آپ کے سامنے ہے لاہور کی ایک تقریب میں بھی۔۔۔(مداخلت) میں نے خود پڑھا ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ اس کا نوٹس لیا جانے میں عرض کروں گا کہ کوئی مثبت بات ہونی چاہیے یہ بہت ضروری ہے جناب والا! اس لئے کہ روز اخبار میں آتا ہے آج بی بی سی نے اپنی تین خبروں میں اس کو cover کیا ہے ۱۲ افراد کی رپورٹ آج کی خبروں میں ہے تو آخر سینٹ کے کان پر جوں کیوں نہیں رینگ رہی سوائے تقریروں کے۔ تقریروں سے کیا ہو گا؟

جناب چیئرمین۔ یہ بات تو صحیح نہیں چونکہ سینٹ نے اس کا نوٹس لیا ہے and it is already a pending discussion.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ تو خالی بحث ہوئی ہے ناں جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ۔

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I have already summoned a meeting of all the MNAs and the Senators from Karachi specifically for this purpose. So that we can sit together and try to evolve some sort of a policy. I mean, we are also alarmed by the situation and it is a bad situation undoubtedly today. And that is what I have tried to call all these friends also regardless of the political divide, so that we can sit together and evolve some

sane policy for Karachi.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: It is a matter of concern for all the representatives from all over Pakistan.

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے جی - جی آفتاب صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ - وہ طبقے جو کراچی میں کام کرتے ہیں ڈاکٹرز ہیں، تاجر ہیں، قانون دان ہیں سب کو اس معاملے میں شامل کریں - انہیں involve کر کے consensus develop کریں آپ۔ یہ بہت ضروری ہے -

جناب چیئرمین - چونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے میٹنگ بلائی ہے تو یہ تجویز آپ وہاں بھی دے سکتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ - آپ کراچی جائیں تو وہاں تو سات اور آٹھ بجے رات کو آدمی باہر سڑک پر نکل نہیں سکتا سڑکیں ویران ہیں - میں وہاں سے ہو کر آرہا ہوں -

جناب چیئرمین - بہر حال دیکھیں ناں آفتاب صاحب، اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ ہے ----

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب آپ کی اجازت سے - میری عرض یہ ہے کہ جو سینیٹر حضرات ڈیفنس میں رہتے ہیں وہ تو وہاں ہیں - اس علاقے کی وہ بات کریں جہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے - وہاں آپ جاتے ہی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین - آپ دیکھیں اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ سینیٹ نے پہلے ہی اس کا نوٹس لیا ہوا ہے -----

جناب آفتاب احمد شیخ - ایک تجویز لیڈر آف دی ہاؤس کی طرف سے آئی تھی - اتفاق سے بات آ گئی ہے - 1984ء کے حالات کے حوالے سے ایک تجویز ان کی طرف سے بھی آئی تھی - اس وقت ہم نے اس موشن پر debate شروع کی تھی - مجھے اب معلوم نہیں ہے کہ وہ کیا تھی؟

جناب چیئرمین - وہ کیا تھی؟

جناب آفتاب احمد شیخ- وہ آپ فرمائیں کہ کیا تجویز دی تھی۔

سید اقبال حیدر - جناب جہاں تک کراچی کے حالات پر بحث ہے وہ پچھلے اجلاس میں جاری تھی اور ہم اب بھی اس بحث کے لئے تیار ہیں - لیکن پرسوں حزب اختلاف کے راجہ صاحب نے ایک موشن move کیا تھا۔ چونکہ ہر مضمون پر ایک ساتھ تین' چار موشنز پر بحث نہیں ہو سکتی - اس موشن کے اوپر جو راجہ صاحب نے پرسوں move کیا تھا۔ اس پر آج بحث conclude ہو جاتی ہے تو اگلے اجلاس میں کراچی کے حالات پر بحث ہو سکتی ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ- یہ جو لیڈر آف دی ہاؤس کی تجویز تھی - اس کا بھی کچھ کریں۔

جناب چیئر مین-وہ بحث کے دوران بات آئے گی۔

جناب آفتاب احمد شیخ-میں مطمئن ہوں جو وزیر قانون نے کہا۔

ملک محمد قاسم- اب بات ستو ہمارا کوئی اختلاف نہیں میرا یا وزیر قانون صاحب کا۔ ایک معاملہ جو جاری ہے۔ انہوں نے کہا لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا بلکہ سارے ہاؤس نے کہا۔ وہ ہو جائے تو اس کے بعد کریں گے۔ میں ابھی کراچی سے آیا ہوں۔

(interruption)

Syed Iqbal Haider :- I make this undertaking that if you conclude the debate today then in next sitting the Karachi - debate will re-start. It is already pending . we can have further discussion.

(interruption)

جناب چیئر مین - تو آج ہم نے پرسوں والی discussion کو continue کرنا ہے۔ کیا اس کے لئے کوئی rule suspend کرنے کی ضرورت ہے؟

Syed Iqbal Haider:- No. Sir, it is the consensus . It was decided that it would continue today.

Mr. Chairman:- So, we proceed then to the debate itself

جناب چیئرمین۔ اس میں اب کسی طرف سے بولنا تھا اپوزیشن کی طرف سے ۔

سید اقبال حیدر۔ ہماری طرف سے ۔

جناب چیئر مین۔سب سے آخر میں کون بولا تھا۔

سید اقبال حیدر ۔ قاضی صاحب۔

جناب چیئر مین۔ قاضی صاحب ۔ تو اب باری ہے صفدر عباسی کی ۔ جی صفدر عباسی صاحب۔ راجہ صاحب آپ کس وقت بولنا چاہیں گے آخر میں یا شروع میں ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ آخر میں ۔

جناب چیئر مین۔ جی آخرمیں ۔ جی صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ formal suspension of rules کی ضرورت ہو گی ۔

جناب چیئر مین۔ کہتے ہیں نہیں ضرورت ہوگی ۔ اگر سارا ہاؤس متفق ہے ۔ اس میں مجھے لسٹ دی گئی ہے ۔ اس میں کمال اظفر کا نام ان کے بعد آ رہا ہے ۔ اچھا اس میں کوئی وقت کا تعین ہے ؟

سید اقبال حیدر ۔ ۱۰ منٹ جناب۔

جناب چیئر مین۔ ٹھیک ہے ۔ ۱۰ منٹ۔ نہیں میرے خیال میں ۲۰ منٹ والی بات نہیں ہے ۔ آپ اتنے ذہین لوگ ہیں کہ دریا کو کوزے میں بند کرلیں گے ۔

Further discussion on the unpleasant occurrences in and outside the House on 14-11-94.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب چیئر مین! ۱۴ نومبر کو پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر جو واقعات ہوئے ہیں ۔ وہ افسوس ناک ہیں اور اس پر ہم سیاسی طور پر کسی طرف پر بھی بیٹھے ہوں ۔ یقیناً ہم سب کو افسوس ہوا اور جو واقعات ہوئے ۔ ان پر دکھ بھی ہوا۔ جناب چیئر مین ! میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر مشترکہ اجلاس کے دوران صدر پاکستان

کی تقریر کے دوران پہلی دفعہ دو واقعات نہ ہونے والے سامنے آئے ہیں ۔احتجاج ممبران کا حق ہے ۔احتجاج ہوتے رہے ہیں ۔ لوگوں نے احتجاج کئے ہیں لیکن کم از کم پاکستان کی حد تک پارلیمنٹ کی تاریخ میں پہلی دفعہ دو باتیں ہوئی ہیں ۔ وہ یہ کہ اپوزیشن کی طرف سے کالے بینرز لہرانے گئے اپوزیشن کی طرف سے ۔ کارڈز اٹھائے گئے ۔ پوسٹرز اٹھائے گئے اور صدر پاکستان کے خلاف جتنی بھی گندی سطح کی باتیں ہوسکتی تھیں ۔ وہ کی گئیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ صدر مملکت ، وزیر اعظم اور دوسرے ممبران اسمبلی پر جسمانی حملے کئے گئے ۔ ان جسمانی حملوں کی گواہی اگلے دن کے اخبارات میں بھی ملتی ہے اور جو وڈیو فلمز بنی ہیں ، بی بی سی پر دکھائی گئی ہیں ، مختلف ٹیلی وژن پر دکھائی گئی ہیں ان میں بھی یہ بات صاف ہے کہ ایک سائیڈ کی جانب سے دوسری سائیڈ کے ممبران پارلیمنٹ پر جسمانی حملے ہوئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دو key issues ہیں جن کی وجہ سے یہ تاثر ابھرا کہ پارلیمنٹ redundant ہو چکی ہے اور پارلیمنٹ کے بارے میں عوام نے سوچنا شروع کیا کہ پارلیمنٹ ہمارے مسائل کا حل نہیں ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو ایسے واقعات ہیں جس کے لئے اپوزیشن کے دوست خود بھی محسوس کریں گے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو بہتر تھا لیکن جناب والا ! ہمیں تھوڑا واقعات کے پس منظر میں جانا پڑے گا کہ کیا وجہ ہوئی کہ اس قسم کے واقعات ہوئے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے لیڈر قومی اسمبلی کے اندر بنیادی طور پر ایک تلخی کا شکار ہیں ، وہ جھنجلاہٹ کا شکار ہیں ، وہ تلخی محسوس کر رہے ہیں کیوں کہ ۱۹۸۱ سے ۱۹۹۳ تک وہ wholly and soley اقتدار کے مالک رہے ۔ اقتدار ان کے گھر کی لونڈی بنا ہوا تھا اور جس طرح انہوں نے اقتدار کو استعمال کیا اور بارہ سال تک استعمال کرتے رہے اب اقتدار سے محروم ہو کر ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر بنیادی طور پر ایک ایسی تلخی پیدا ہوئی ہے کہ وہ جھنجلاہٹ میں ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہماری پارلیمانی جمہوریت کو ایک شدید نقصان بھی پہنچ سکتا ہے ان کو میں ایک ایسے بچے سے تشبیہ دوں گا کہ جس کے ہاتھ سے اس کا کھلونا چھین لیا گیا ہو اور وہ اس قدر تلملاہٹ کا شکار ہو کہ کبھی وہ اپنے ابو کو مار رہا ہو اور کبھی اپنی ماں کو مار رہا ہو اور کبھی دوسرے بچوں کو مار رہا ہو اور کبھی دوسرے کھلونے توڑ رہا ہو ۔ تو اقتدار کے چلے جانے سے ان کے اندر جو تلملاہٹ پیدا ہوئی ہے ، جو جھنجلاہٹ پیدا ہوئی ہے وہ ان کو اس بات پر مجبور

کر رہی ہے کہ کبھی وہ لانگ مارچ کی باتیں کر رہے ہیں ، کبھی ٹرین مارچ کی باتیں کر رہے ہیں ۔ کبھی وہ بندوق لے کر اپنے باڈی گارڈ سمیت مال روڈ پر نکل آتے ہیں ۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ ڈنڈا اٹھاؤ ۔ ایک ہاتھ میں ڈنڈا ہو اور دوسرے ہاتھ میں مکا ہو اور جس کو چاہے اس کو مار دو اور کبھی وہ ایک دم اپنا پینترا بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ ہاؤس میں آ جاو ، تحریک عدم اعتماد لاتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو جو ایک unbriddled power ملی ، ۱۹۸۱ میں وہ پنجاب کے وزیر خزانہ رہے ، ۱۹۸۵ میں وہ Chief Minister رہے ، ۱۹۹۰ کے انتخابات کے بعد وہ وزیر اعظم بنے اور ۱۹۹۳ میں ان سے اقتدار چھن گیا۔ اب اقتدار کس طرح چھنا ، غلطی کس کی ہے ، وہ کیوں خود اقتدار چھوڑنے پر راضی ہوئے ؟ آج وہ سارے جہاں کو کہتے ہیں کہ مجھ سے اقتدار چھڑوا دیا گیا ، مجھ سے زبردستی استعفیٰ دلوایا گیا ، لیکن اس وقت انہوں نے اپنی مرضی سے استعفیٰ دیا ۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو عوام کے سامنے پیش کیا اور جب وہ انتخابات میں شکست کھا گئے تو اب بات یہ ہے کہ ان کو انتظار کرنا چاہیے تھا ۔ سیاست کے اندر کبھی کبھی اپوزیشن میں بھی بیٹھنا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا وجود اس ملک کے اندر ۲۷ سال سے ہے ۔ ان ۲۷ سالوں میں سے ۸ سال کو چھوڑ دیں ۱۹ سال وہ اپوزیشن میں بیٹھی ہے ہمیں اپوزیشن میں بیٹھنے کا کوئی گلہ نہیں ہے ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں تو اب جب تک قائد حزب اختلاف کی یہ جھنجلاہٹ اور یہ تلخی ختم نہیں ہوتی اس وقت تک اس قسم کے واقعات دوبارہ بھی ہو سکتے ہیں تو بنیادی بات یہ ہے اور میری یہ عرض اپوزیشن میں بیٹھے دوستوں سے ہے کہ وہ انکو یہ بات سمجھائیں کہ اب ان کو تھوڑا سا حقائق کی طرف آنا چاہیے۔ باتیں اگر ادھر ادھر کی ہوتی رہیں گی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا جب تک وہ موجودہ حقائق کو ، پاکستان کی politics کو اور power structure کو سمجھتے نہیں ہیں آج کل move چلی ہے no confidence کی ، تو کہیں ایسا نہ ہو کہ Prime Ministership تو وہ گنوا چکے ہیں کل کو وہ Leader of the Opposition بھی نہ رہیں۔ تو میں ان سے درخواست کروں گا بشمول اپنے سارے دوستوں سے کہ وہ ان کو یہ بات ضرور سمجھانے کو کوشش کریں کہ جمہوریت کے اندر اپوزیشن ہوتی ہے ۔ احتجاج آپ کریں ۔ ہم لوگ بیٹھے ہیں ۔ ہم لوگ آپ کی بات سن بھی سکتے ہیں ۔ ان کو برداشت بھی کر سکتے ہیں لیکن اس حد تک جہاں جمہوری یعنی جو ہمارا نیا جمہوری سسٹم ہمارے ہاں بہت عرصے کے بعد

چلا ہے اس کو کوئی گزند نہ پہنچنے پائے۔ اس حد تک ہم آپ کی باتیں برداشت کرنے کیلئے بھی تیار ہیں اور سننے کیلئے بھی تیار ہیں۔

جناب عالی! میں اس دن کے حوالے سے ایک اور بات آپ کے سامنے لانا چاہوں گا کہ اپوزیشن والے بھی اپنے آپ کو پارلیمنٹ میں ہونے والے واقعات کے حوالے سے defend نہیں کرتے۔ وہ خود یہ محسوس کرتے ہیں، شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ ان کا صرف زور یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے باہران کے کچھ ممبران کو مارا گیا اس کیلئے انھوں نے مختلف لوگوں پر الزامات بھی لگائے ہیں کہ کس نے instigate کیا۔ کس نے وہ drama stage کیا۔ میں اس میں نہیں جانا چاہوں گا۔ لیکن جناب عالی! میں آپ کی توجہ اگلے دن کے اخبارات کی طرف ضرور دلاؤں گا میرے پاس فوٹوگرافس ہیں اور وہ موجود ہیں جوکہ 'Nation' اور 'نوائے وقت' میں چھپی ہیں جہاں پر clearly یہ دکھایا گیا ہے کہ حاجی نواز کھوکھر صاحب کرم داد کو مار رہے ہیں، گوہر ایوب صاحب بپھرے کھڑے ہیں، جاوید ہاشمی صاحب، عباس شاہ صاحب ہمارے ایک کارکن راجہ خسرو جو کہ پیپلز پارٹی واہ کے صدر ہیں ان کو باقاعدہ مار رہے ہیں یہ اخبارات کی تصویریں ہیں جو چھپی ہیں جس کے تحت یہ بات بالکل ثابت ہوتی ہے۔ وزیروں کے دفتروں کے دروازے توڑے جا رہے ہیں۔ کانچ کے شیشے توڑے جا رہے ہیں۔ سینٹ لاؤنج کے دروازوں کو مکے مارے گئے کہ پتہ نہیں یہاں کوئی چھپا بیٹھا ہے اور اس کو نکالا جائے۔

میری عرض یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں اخباروں میں چھپی ہیں، تو باہر جو واقعات ہوئے ہیں اس کی ذمہ داری آپ کس پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ آپ کی مرضی ہے۔ لیکن یہ اخبارات گواہ ہیں کہ اپوزیشن نے اس دن یہ طے کیا ہوا تھا کہ انہوں نے ہرصورت میں پارلیمنٹ کے تقدس کو مجروح کرنا ہے وہ انہوں نے کیا اور اس کیلئے انہوں نے ایک ایسے فورم کو استعمال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ احتجاج اور طریقے سے بھی ہو سکتا تھا قاضی صاحب نے ان کو بہت اچھی رائے دی ہے۔ بڑی اچھی تجویز دی ہے کہ President کو اپنا سمجھیں۔ President اس ملک کی unity کا symbol ہے۔ ہم آپ کا criticism برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ گورنمنٹ جو پارلیمنٹ میں بیٹھی ہے، ہمارے وزرا، ہمارے سارے لوگ آپ کے criticism کو برداشت کرنے کو تیار ہیں لیکن اگر آپ نے اس institution کو بھی اس طریقے سے تباہ کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ نہ آپ کے حق میں اچھا نکلے گا۔ نہ ہمارے حق میں اچھا نکلے گا اور میں آخر میں اپوزیشن کے جو

سنیئر لوگ ہیں راجہ ظفر الحق جیسے لوگ، جو میں سمجھتا ہوں زیادہ برد بار ہیں، ان سے بھی میری اپیل ہے کہ وہ جناب میاں صاحب کو سمجھائیں کی تھوڑی سی تلخی کو کم کریں ۔ تلخی کو کم کریں گے تو بات آگے چلے گی اور اگر تلخی کم نہیں کریں گے تو میں اتنا آپ کو صاف بتا دوں کہ نقصان انھیں کا ہو گا کسی اور کا نہیں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہ جناب جو کچھ بھی ہوا۔ اس میں دو پارٹیاں تھیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو تقریر کی باری آنے گی تو آپ بات کریں۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جناب صرف ایک منٹ۔ لیکن آپ کو ان لوگوں کو موقع دینا چاہیے جو non-aligned ہیں وہ بات کریں۔

جناب چیئرمین ۔ بات وہ ضرور کریں لیکن میرے پاس جو لسٹ ہے میں اس کے مطابق چل رہا ہوں راجہ صاحب مجھے یہ بھی بتایا جائے کیونکہ میں اس دن نہیں تھا was it agreed کہ اتنے ادھر سے بولیں گے اور اتنے ادھر سے ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ دس منٹ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں How many members?

راجہ محمد ظفر الحق۔ آج اس کو conclude کرنا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا۔ نہیں راجہ صاحب ممبرز پر کوئی limit تھی کہ اس سے زیادہ نہیں بولیں گے۔ یا اتنے بولیں گے

راجہ محمد ظفر الحق۔ نہیں یہ کوئی نہیں تھا جی۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل۔ شکریہ محترم چیئرمین صاحب ۔ ۱۴ نومبر کے واقعات پر ہاؤس میں بحث ہو رہی ہے اور ہم نے ایک تحریک التوا پیش کی ہے ۔ جناب والا! ایک جمہوری ملک میں اپوزیشن کا یہ آئینی حق ہوتا ہے کہ وہ حکومت کی غلطیوں، حکومت کی ناکامیوں، بدعنوانیوں، آئینی

خلاف ورزیوں کی نشان دہی کرے اور انہیں قوم کے سامنے لائے ۔ جناب والا! اپوزیشن نے اپنے اس آئینی حق کو استعمال کرتے ہوئے ۱۴ نومبر کو پارلیمنٹ میں اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ جناب والا! یہ حکومت کے ظلم اور زیادتیوں کے خلاف احتجاج تھا کیونکہ صدر صاحب اپنے خطاب میں حکومت کی ایک سالہ کارکردگی کی تعریف میں خطاب فرما رہے تھے حکومت کی کامیابیوں حکومت کی سرخروئی کی باتیں کر رہے تھے اور حکومت کی ناکامیوں اورغلطیوں کی پردہ پوشی فرما رہے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ اس ایک سال میں موجودہ حکمران پارٹی کے دور میں اس ملک میں جو کچھ ہوا یہ گزشتہ ۴۷ سال میں بھی اس ملک کے ساتھ نہیں ہوا ہے۔حکومتی پارٹی جناب والا! مسلسل ناکامیوں میں جا رہی ہے ۔ کشمیر کا مسئلہ ہو، ایٹمی پروگرام ہو، ملک کے اندر امن و امان کا مسئلہ ہو، ہر قسم کے مسائل ۔ معاشی مسائل ہیں ، مہنگائی ہے ان ساری باتوں پر حکومت قطعاً ناکام ہو چکی ہے اور اس وجہ سے اپوزیشن چاہتی تھی کہ صدر کے خطاب میں حکومت کی کامیابیوں کے ساتھ ساتھ حکومت کی ناکامیوں کا بھی ذکر آئے جس کی صدر صاحب پردہ پوشی فرما رہے تھے۔

جناب والا! جب اپوزیشن کے احتجاج کے اظہار کے لئے آئینی راستے بند کر دیئے جائیں اور آئینی راستوں میں رکاوٹیں ڈال دی جائیں تو پھروہ مجبوراً دیگر ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور دیگر ذرائع میں سے ایک ذریعہ پارلیمنٹ ہے ۔ پارلیمنٹ کے فلور پر ہر ایک ممبر کو یہ آئینی حق حاصل ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل ۶۶ کے تحت جو کچھ بھی وہ حکومت کی ناکامیوں کے متعلق مناسب سمجھے وہ پارلیمنٹ کے فلور پر اس کا اظہار آزادانہ طور پر کرے اور جو اظہار کرے اس کے لئے وہ قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔

جناب والا! اسی احتجاج کے اظہار کے طور پر اپوزیشن نے جو کچھ وہ کیا۔ وزیر اعظم صاحبہ نے بھی اپوزیشن کے اس احتجاج کو درست تسلیم کیا انہوں نے اسے غلط نہیں کہا البتہ انہوں نے کہا کہ زیادتی ہوئی ہے اگر وہ اس احتجاج کو غلط تصور کرتیں یا اسے غلط کہتیں تو پھر انہوں نے خود بطور اپوزیشن لیڈر کے ۱۹۹۲ء میں غلام اسحاق خان کے خلاف جو مظاہرہ کیا تھا پھر اس کے لئے بھی کوئی جواز نہ تھا پھر وہ فعل بھی آئین کے خلاف تھا اور اس نے خود بھی آئین کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ہاں یہ اپوزیشن کا حق ہے ۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین۔نماز کے بعد رکھتے ہیں۔ So we will meet again at 5.25 p.m.

(The House adjourned for Prayers).

[The House was re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair].

Mr. Deputy Chairman: The floor, I think, was, with Shehzad Gul Sahib. Please continue.

جناب شہزادگل ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں گزارش کر رہا تھا کہ وزیر اعظم صاحب نے ۱۴ نومبر کے اپوزیشن کے احتجاج کو درست اور جائز تسلیم کیا ہے اور اسے قطعاً غلط اور ناجائز نہیں کہا ہے۔ البتہ انہوں نے یہ فرمایا کہ انہوں نے کچھ زیادتی کی ہے کہ پوسٹر ساتھ لائے تھے۔ پوسٹر اور بینرز لائے تھے۔ جناب والا! یہ ایک حقیقت ہے کہ صدر کے خطاب کے دوران نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی تقریر ہو سکتی ہے۔ اب اپوزیشن کے پاس اس کے سوا دوسرا چارہ کار نہیں تھا کہ وہ اپنے خیالات ' اعتراضات کے اظہار کے لئے بغیر پوسٹر اور بینرز کے کچھ نہیں کرسکتے تھے ۔ اس وجہ سے وہ اپنے ساتھ پوسٹر اور بینر لائے جن پر حکومت کی ان ناکامیوں، غلطیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر درج تھا جو حکومت نے اس ایک سال کے دوران کی ہیں۔ جہاں یہ کہتے ہیں کہ مکافات عمل ہے کہ جو بوؤ گئے وہی کاٹو گے۔ 1992ء میں اس وقت کی اپوزیشن اور موجودہ وزیر اعظم اور صدر نے غلام اسحق خان کے خلاف میز بجا بجا کر اپنے ہاتھ لال کردیئے تھے ۔ جناب والا! ان کے گلے بیٹھ گئے تھے ۔ چیختے چیختے ان کے گلے دب گئے تھے ۔ اور اس وقت صدر صاحب کو یہ قطعاً خیال نہیں تھا کہ شاید ایک دن میرے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آئے گا ۔ وہ کہتے ہیں کہ سزا اور جزا قیامت کے دن ہو گی ۔لیکن اب دنیا میں بھی وہی سزا اور جزا اب انسان کے سامنے آ جاتی ہے ۔

جناب والا! اس میں شک نہیں کہ صدر صاحب کا منصب قابل احترام ہے ۔ لیکن صدر کو خطاب سے پہلے چاہیئے تھا کہ وہ قوم کے سامنے ایک غیر جانبدار حیثیت سے آتے ۔ اپنا دامن قوم کے سامنے صاف دکھاتے ۔لیکن ان کے خلاف اسی سال میں کئی

سکینڈلز قوم کے سامنے آچکے ہیں ۔ مہران بنک ' زمین کی خرید و فروخت ' مالی سیکنڈلز ہیں ۔ اور انہوں نے ابھی تک قوم کے سامنے اپنی پوزیشن صاف نہیں ہے قوم کے سامنے ابھی تک ان کا دامن داغدار ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر کا منصب اور کردار بے داغ ہو ' غیر جانبدار ہو ' اور ہر ایک کے لئے قابل قبول ہو ۔ تو پھر اس پر انگلی اٹھانا ناجائز تھا اور وہ غلط کام ہوتا ۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جمعہ کے خطبے کے لئے اٹھے۔ تو ایک بدو نے ان کے سامنے جاکر عرض کی ۔ کہ خلیفہ کپڑوں کی تقسیم ہوئی تھی اور ایک ایک کپڑا ہر ایک کے حصے میں آیا تھا ۔ میرے حصے میں جو کپڑا آیا تھا اس سے تو میری قمیض نہیں بنی ۔ آپ نے اسی کپڑے کی قمیض پہنی ہے ۔ آپ نے زیادتی کی ہے ۔ جب تک آپ اپنی صفائی پیش نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہم آپ کا خطبہ نہیں سنیں گے ۔ تو حضرت عمر نے عبداللہ بن عمر کو مخاطب کیا کہ جواب دو ۔ تو وہ اٹھے اور جواب دیا کہ کپڑا میرے حصے میں بھی آیا تھا ۔ چونکہ خلیفہ کی قمیض جو تھی وہ ایک کپڑے سے نہیں بن سکتی تھی ۔ اس لئے میں نے اپنے حصے کا کپڑا خلیفہ کو دیا تھا۔ اور اس طرح سے خلیفہ نے قمیض بنائی ہے۔ تو اس شخص نے اپنا اعتراض واپس لیا۔ اور کہا اب آپ خطبہ فرمائیں ہم سنیں گے۔ تو صدر صاحب کو بھی چاہئے تھا کہ خطاب سے پہلے اپنے دامن کو صاف کرتے۔ جو ابھی تک داغدار ہے ۔ وہ جب تک قائم رہے گا تو قوم اسے ایک غیر جانبدار صدر تسلیم نہ کرنے میں حق بجانب ہوگی ۔ اس وجہ سے بھی اپوزیشن حق بجانب تھی کہ وہ صدر کے خلاف اس قسم کا مظاہرہ کرتی اور اپنے جذبات کا اظہار کرتی ۔

جناب والا! یہ تو پارلیمنٹ تھا' اس دن ساری گیلریز کے سپیکر کے جاری کردہ سارے passes جو تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے تھے' اور صرف جیالوں کو باہر سے لا کر گیلریز میں بٹھایا گیا تھا اور ان میں مختلف قسم کے لوگ تھے' ان میں کمانڈوز بھی تھے' ان میں غنڈے بھی تھے اور انہوں نے اپوزیشن کو جوتے دکھائے' انہوں نے اپوزیشن پر آوازے کسے' انہوں نے اپوزیشن کو گالیاں دیں' سب کچھ کیا اور پھر جب اجلاس ختم ہوا پارلیمنٹ کے اراکین باہر آئے تو انہوں نے معزز اراکین پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ کے احاطے کے اندر مارا پیٹا' ڈنڈوں سے مارا' کرسی کے بازو سے مارا اور اتنا مارا کہ دو ممبران جو ہیں ان کو سٹریچر پر ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ جناب والا! یہ

حکمران پارٹی ہے۔ یہ ان کی شرافت ہے' یہ ان کی اخلاقیات ہیں کہ پارلیمنٹ کے ممبران کو باہر سے جیالے منگوا کر ان کو مارا پیٹا گیا۔ کیا یہ مناسب تھا۔ اب وہ کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے یعنی چھلنی اٹھ کر کوزے کو کہتی ہے کہ تم میں دو سوراخ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے' ہمارا آئینی حق تھا' ہم اپنا حق استعمال کر رہے تھے' اس پر بول رہے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ آپ نے غلطی کی ہے بلکہ یہاں تک حکمران پارٹی کہتی ہے کہ زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی ہے ان کے ساتھ کہاں کی زیادتی ہوئی ہے۔ حکمران پارٹی یاد کرے کہ ایران کے صدر کے دورے کے موقع پر جب وہ پارلیمنٹ سے خطاب کے لئے آئے تو اس وقت کی اپوزیشن اور موجودہ حکمران پارٹی نے صدر غلام اسحاق خان کی تقریر کا بائیکاٹ کیا اور وہ اٹھ کر باہر چلے گئے اور جب اس کی تقریر ختم ہوئی تو وہ اندر آئے۔ تو صدر کا ان کے پاس اتنا احترام نہیں تھا کہ وہ اس کی بات تک سنتے' ایک بیرونی سربراہ مملکت کی موجودگی میں اس کی بے عزتی کرائی۔

جناب والا! موجودہ حکمران پارٹی نے اپنے ڈھائی سال کے دوران اس پارلیمنٹ کو قطعاً پارلیمنٹ تصور نہیں کیا تھا۔ کہتے تھے کہ یہ بوگس پارلیمنٹ ہے حالانکہ اسی پارلیمنٹ میں انہوں نے آئین کے مطابق حلف اٹھایا تھا' تنخواہیں لے رہے تھے' سب مراعات لے رہے تھے لیکن پھر اس پارلیمنٹ کو انہوں نے پارلیمنٹ اور اسمبلی تسلیم نہیں کیا تھا اور ہر موقعے پر جو کچھ بھی ان سے ہو سکتا تھا حکومت کے خلاف' اس وقت کے وزیر اعظم کے خلاف' اس وقت کی حکمران پارٹی کے خلاف جتنے بھی غلیظ طریقے سے اپنے جذبات کا اظہار وہ کر سکتے تھے انہوں نے اس دوران کیا۔ تو اب یعنی ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا' صرف یہ تھا کہ پارلیمنٹ میں صرف بینروں اور پوسٹروں کے ذریعہ حکومت کی ان بدعنوانیوں کا اظہار قوم کے سامنے کیا ہے' اس پر وہ ہم پر لعنت بھیجتے ہیں کہ آپ نے غلطی کی ہے ہم نے غلطی نہیں کی ہے' ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں کہ جو اس قسم کی بات کرتے ہیں ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ ہمارا آئینی حق تھا اور ہم نے اپنا حق ادا کیا۔ اور یہ ہے کہ میرا ایک محترم دوست ہے چونکہ وہ آج کل اپنی پارٹی سے باغی ہے۔ وہ ایک ترقی پسند پارلیمنٹیرین تھا' آج وہ آمریت کی گود میں' آمریت کی چادر اوڑھ کر اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے' مجھے اس کی حالت پر انتہائی افسوس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آمریت کا یہ لبادہ اوڑھنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ اپنے آپ کو اس میں سے نکال کر آئے اور اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر اپنا آئینی' جمہوری کردار کرے' اس قوم کی بہتری کے لئے اور اس ملک کی بہتری کے

لئے۔ جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ میں اب محترم کمال اظفر صاحب کو floor دوں گا۔

Barrister Kamal Azfar: The resolution that I have submitted for the consideration of the House is the same but different from the remaining resolutions because I am deeply worried that the incident took place on the 14th day of November, on the occasion of the Joint Session of the Parliament, is not just an isolated incident but is part of a deep seated conspiracy to undermine the constitutional structure and the institution of the State and democracy itself. And this is what I have stated in my resolution. Many instances have been cited, in particular, I think, all the learned honourable Senators who have spoken from the other side of the House have mentioned the example of the address by the previous President, on the occasion of which certain slogans were raised 'go baba go'. But there are important differences between occasion and what transpired on the 14th day of November.

That the first important difference is that no Member of the House, on the occasion of the previous incident, left his seat. Everybody remained on the seat and nobody abused the President, all they said was 'go baba go' but no abuses were hurled at the President. And above all, no attempt was made to physically assault any other Member of the House or in fact, as on this occasion to attack the President and the Prime Minister and the Leader of the House. The honourable Minister for Information is sitting here, he was slapped. He was attacked, but he took it in good grace, although being a Kharal, he knows how to reply to insult and injury. So many others, Syed Khurshid Shah and other Ministers, Malik Hakmeen Khan, our learned Senator who is here, was attacked.

And a deliberate attempt was made to physically assualt the President and Prime Minister and the Leader of the House. Now, the President was there in the performance of a constitutional duty. I will take the opening words of what Senator Abdul Rahim Mandokhel, said. He said that they have struggled for democracy for a long time and in order to create the Parliament and the .astitutions: and under the Constitution, as it stands today, the President is required to make a speech in the Joint Session of the Parliament. If somebody does not like the contents of the speech, he has got an ample opportunity to criticise the speech, to question its contents, to attack any facts and figures and even to question the bonafides of the speech. If anybody goes further and has any serious allegations against the Head of the State, who has been elected by this very Joint Session, by Members of the Parliament and by the Provincial Assemblies of Paskistan and unquestionably elected with a comfortable and large majority. And here, I would quote what Qazi Hussain Ahmed said that he should be given a chance. But if anybody has any serious allegation, then there are solutions in the Constitution itself to take steps. But to go and physically attack other Members of the Parliament and to attempt to attack the President and the Prime Minister and to slap and kick and beat and to perform *Bhangras*, that was to create a doubt as to the efficacy of the Parliament. That was to disgrace the Parliament itself. It was to disgrace the House itself and to the institutions to which the people of Pakistan have sent their representatives.

Sir, we are here as reperesentatives of the people and it is our duty to voice the sentiments of the people, it is our duty to voice the grievances of the people, it is our duty to carry forward the mandate and to honour the place that is given, The people of Pakistan have not sent them to the Parliament to come and

attack each other , to abuse each other, to unfurl banners and slogans and try to create a situation where the people of Pakistan would have disrespect for these institutions to which they have sent us. So, I would appeal that please do not try to paper over these cracks. Do not try to push it under the carpet. This was a very serious incident in which we all should be ashamed that we have brought these institutions for which such a long struggle has been launched and to have destroyed these institutions and to try to undermine the democractic process in the country. Sir, I would say that through out the world the Houses of Parliament are known as the best clubs in the world. The Mermbers of the House, outside the session are on friendly terms with each other. It is a place where the weapon of language is used and not the language of weapons.

If today, there have been abuses, people have been slapped , tomorrow something more serious can happen and on that occasion, we will then remeber that today we did not stop the rod. The time has come to nip it in the bud. We must say good-bye to these methods as Edinburgh said "conciliation failing forth remains but forth failing nothing at all remains". So, please let us not try to glass over these events, we should try to make a pledge , we should honour this pledge , we should make a commitment to the people of Pakistan that we will not repeat this kind of incident and my submission is that this is not just an incident that took place but the preplanned conspiracy to undermine the democratic process in the country and I would say that please don't think that you would be the beneficiary of this. There are the people who think that they can play this game , this is not a game in which there are any gainers , everybody is to lose, Sir. The representatives of the people will lose in this respect , the institutions will crumble and the people of Pakistan will lose their valuable right and the right to elect people who can

represent their sentiments. So, please come here. Let us debate it out, we are not afraid to debate anything, we are prepared to answer any charge, we are prepared to meet any allegation but today, with due respect, I must say that I have to accuse. I accuse the Opposition of trying to undermine democracy in Pakistan which is a very serious charge. I would say let us go back and create another atmosphere of cordiality in which we can debate with politeness and I will end my submissions with verse from an Urdu poet and that should be the atmosphere of this House and that is as follows:-

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ کمال اظفر صاحب اب میں حافظ حسین احمد صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھئیے۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ چیئرمین صاحب آج ایک بار پھر ہم اپنے ان جمہوری اداروں کی بقا اور تحفظ کی بات کر رہے ہیں جن اداروں کے متعلق بظاہر تو ہم supremacy کے الفاظ استعمال کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کہتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے آج یہ پارلیمنٹ مظلوم ہے۔ آج یہ پارلیمنٹ کی عمارت اور اس کا تقدس جو بھی چاہے جس انداز میں چاہے اسے پامال کر دے۔ اس کے لئے کوئی احتساب نہیں کوئی ادارہ نہیں۔ حتیٰ کہ پارلیمنٹ بھی اپنے تقدس کو بچانے اور بحال کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جناب چیئرمین جہاں پر غیر جماعتی الیکشن نے پارلیمنٹ کو ایک تفریح گاہ بنا دیا۔ اور ہر وہ شخص جو اپنے اثر و رسوخ سے فوجی جرنیلوں کا قرب حاصل کر سکا یا آئی ایس آئی کا قرب اسے حاصل ہوا تو وہ پارلیمنٹ کا ممبر بنا۔

جناب چیئرمین! عمارتوں کا عزت و احترام عمارتوں کے ڈایزائین یا خوشنمائی پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ عمارتیں ان اعمال کی وجہ سے مقدس ہوتی ہیں جو ان عمارتوں میں سر انجام دیئے جاتے ہیں اگر پارلیمنٹ مقدس ہے۔ پارلیمنٹ کا احترام ہے تو وہ اس جمہوری عمل کی وجہ سے ہے جو

اس عمارت کے اندر سرانجام دی جاتی ہیں بدقسمتی سے اس دفعہ بھی صدر پاکستان کی تقریر کے موقع پر وہی انداز اپنایا گیا جو انداز صدر غلام اسحاق خان کی تقریر کے موقع پر اپنایا گیا تھا۔ اگرچہ یہ کچھ زیادہ احمقانہ انداز تھا' لیکن لگتا یہ تھاص کہ بیوٹروں نے اسی طرز عمل اور اسی انداز کی فوٹو اسٹیٹ انہیں بھی مہیا کی تھی ۔ اس میں ایک اور بھی فرق تھا کہ غلام اسحاق خان کو خود منتخب کرنے والی پیپلز پارٹی نے اپنے صدر کے خلاف انداز اپنایا ۔ اور جناب چیئرمین یہاں بھی فاروق لغاری کی تقریر کے موقع پر یہی انداز اپنایا گیا ۔ جناب چیئرمین میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آخر جمہوری عمل جس کی وجہ سے پارلیمنٹ کا تقدس ہےاور پارلیمنٹ کا احترام ہے' ظاہر ہے کہ جب پارلیمنٹ کے ارکان اپنے جمہوری ادارے کا تقدس برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں تو پھر ان کا تقدس اور احترام بھی عوام میں برقرار نہیں رہے گا ۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک دور ایسا تھا کہ پارلیمنٹ کے ممبران بزرگی ' متانت ' تقدس اور احترام کے symbol سمجھے جاتے تھے لیکن آج پارلیمنٹ کے ممبروں کے لئے لوٹے اور اس قسم کے الفاظ استعمال کیئے جا رہے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان اداروں کے تقدس کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا ' اس وجہ سے ہم اپنی عزت و احترام بھی کھو بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ پارلیمنٹ کے تقدس اور احترام کو اس وقت ہم برقرار رکھ سکیں گے جب ہم عملی طور پر یہ تہیہ کریں کہ پارلیمنٹ کی supremacy پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور پارلیمنٹ کے اختیارات سب پر حاوی ہوں گے۔ جناب چیئرمین' آج ہمارے آئین میں ایک دفعہ ایسی بھی جو 58(2)b کہلاتی ہے ۔ جس کے تحت جب بھی چاہیں صدرپاکستان آناً فاناً بلاوجہ بتائے اس پارلیمنٹ کو برخواست کر سکتے ہیں ' قومی اسمبلی کو برخواست کر سکتے ہیں ، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جناب ہرسربراہ نے اور حکومت نے اور ہر برسراقتدار جماعت نے اپنے دور میں تو یہی بات کی کہ جناب ہم پارلیمنٹ کی supremacy کو برقرار رکھیں گے ' ہم اس ادارے کی بالادستی کو برقرار رکھیں گے اور ہم آئین میں 58(2)b کو ختم کریں گے لیکن کیا بات ہے کہ جب وہی جماعت اپوزیشن میں آتی ہے تو وہی جماعت یہ مطالبہ کرتی ہے کہ جناب اس دفعہ کے تحت دوبارہ پارلیمنٹ کو توڑا جائے ۔ جناب چیئرمین ! یہاں پر دلائل کی بات ہے ' اگر دلائل کی روشنی میں ہم بات کرتے ہیں ' اگر عدالت میں کیس پیش ہوتا ہے ' ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوتا ہےتو دو وکلاء دلائل کی بنیاد پر بات کرتے ہیں ' لیکن اگر وہاں پر دونوں وکلاء ' یہ دونوں

فریق ، کلاشنکوف لے کر آئیں تو ظاہر ہے نہ تو پھر عدالت رہے گی نہ پھر جج رہے گا ۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہاں بھی وہ بات ہو تو پھر آپ اس کے لئے ایک الگ معیار مقرر کریں کہ جناب یہاں پر نعرہ بازی کے لئے الگ آدمی ہو اور شرافت کے دامن کو چھوڑنے والے الگ ہوں ۔ جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی ہم نے یہ عرض کی تھی کہ آخر پارلیمنٹ احتساب کیوں نہیں کرتی ، اگر پارلیمنٹ کے ممبران ہیں اور وہ کسی حد تک corruption میں مبتلا ہیں تو پھر پارلیمنٹ کے ممبران کو چاہیئے کہ وہ متفقہ طور پر پارلیمنٹ کو یہ اختیار دیں کہ وہ بدعنوانی کے خلاف اقدامات کر سکیں ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ جاگیردار ہیں ، جو لوگ ہر چھ ماہ بعد انتخاب کے نام پر کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ان ایوانوں کے ممبر بن سکتے ہیں ، ان کے لئے تو صبح شام اسمبلی کا توڑنا کوئی بات نہیں ، انتخابات کوئی اہم چیز نہیں لیکن وہ طبقہ جو نچلے سطح سے ابھر کر پارلیمنٹ کے ایوانوں میں پہنچتا ہے ، وہ طبقہ جو عوام کے پاس جا کر میرٹ کی بنیاد پر ووٹ حاصل کرتا ہے ۔ وہ طبقہ کیا کرے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً بار بار الیکشن کسی کو ہی suit کرتا ہے ، آئین کے مطابق تحریک عدم اعتماد بھی پیش کی جا سکتی ہے، آپ ضرور بڑے شوق سے کریں لیکن تحریک عدم اعتماد کے لئے پچھلی دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو آزاد تھے اور آزادمنش تھے ، انہوں نے کہا جناب یہ عمل جمہوریت ہے ، باربار کریں اس سے جمہوریت مظبوط ہوتی ہے ۔ اسے بار بار دہرائیں ، بار بار دہرائیں یقیناً دہرائیں ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ آئیے آپ ہر سال الیکشن کریں ، اگر کوئی مائی کا لال ہے میں اسے چیلنج کرتا ہوں کہ آئیے آپ دو سال بعد الیکشن کریں لیکن اگر آپ میں ہمت ہے تو پھر متناسب نمائندگی کی بنیاد پر الیکشن کریں ۔ آپ ووٹ لیں ، نظریہ کی بنیاد پر ، آپ ووٹ لیں منشور کی بنیاد پر ، آپ ووٹ لیں پروگرام کی بنیاد پر اور اگر ووٹ لیں گے برادری کی بنیاد پر ، اگر آپ ووٹ لیں گے کلاشنکوف کے کلچر کی بنیاد پر ، اگر آپ ہیروئن کی سمگلنگ کی بنیاد پر ووٹ لیں گے تو یقیناً پھر ہم یہ کہیں گے کہ جناب آپ تو ہر چھ مہینے بعد ، ہر تین ماہ بعد اسمبلی توڑ سکتے ہیں ۔ لیکن غریب جماعتیں جو میرٹ کی بنیاد پر اور پروگرام کی بنیاد پر اور ان کے غریب ورکرز گھروں میں جاکر ، جس انداز سے بلوچستان میں ، صوبہ سرحد میں اور دوسرے علاقوں میں وڈیروں اور سرداروں کا مقابلہ کرتے ہیں وہ غریب جماعتیں پھر سیاست سے ختم ہو جائیں گی ۔ جناب چیئرمین ذرا سوچئے اگر آج الیکشن ہو ، اس کے بعد کیا صورتحال ہوگی ۔ صورتحال یہی ہوگی کہ یا تو مسلم لیگ برسراقتدار آئے گی تو پھر PPP

والے لانگ مارچ کریں گے ۔ اگر پھر PPP والے برسر اقتدار آ گئے تو پھر مسلم لیگی کیا کریں گے ؛ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ جو آئینی تقاضے ہیں ان کے مطابق آپ چلیں اور آپ عوام کے سامنے میرٹ کی بنیاد پر ان کا احتساب کریں ۔

جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اپنے ذاتی مفاد کے لئے کام ہوتا ہے ۔ اور اس پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے یا اس حوالے سے وزارت ہو ، وزارت اعلی ہو یا صدارت ہو جو اسی پارلیمنٹ کے حوالے سے ہے ، انہی ووٹوں کے حوالے سے ، زید بکر جسے بھی ملتی ہے وہ اسے غلط انداز میں استعمال کرتا ہے ۔ تو اس کا احتساب کون کرے گا ؛ کیا اس کے احتساب کے لئے کسی معین قریشی کا انتظار کرنا پڑے گا ؛ کیا آج پارلیمنٹ یہ پوچھ سکتی ہے کہ جناب جس معین قریشی کو دو تہائی سے زیادہ اکثریت کی حامل حکومت نے راتوں رات ، عوام کی دیئے ہوئے منتخب مینڈیٹ کو اس کے حوالے کیا ۔ اس نے جو ۸۰ ارب روپے کی جو فہرستیں شائع کی تھیں کیا آج ان میں سے ۸۰ لاکھ روپے بھی وصول ہوئے ؛ جناب چیئرمین ! ہم کہتے ہیں کہ آج بے شک آپ ہمارا مذاق اڑائیں لیکن ہم ایک چیلنج کرتے ہیں کہ کے اس پوری فہرست میں آپ ایک بھی بتائیں کہ کوئی بھی مذہبی جماعت کا رکن ہو ، پارلیمنٹ کا ممبر ہو ، کوئی سینیٹر ہو ، کیوں نہیں ہے ۔ کسی غریب جماعت کا رکن کیوں نہیں ہے ۔ اسلئے نہیں ہے کہ وہ میرٹ کی نبیاد پر آتے ہیں اور ان کے پیچھے صرف ان کا پروگرام ہوتا ہے ۔ جناب چیئرمین میں دعوت دیتا ہوں اپنے دونوں طرف کے دوستوں کو کہ آئیے آپ کے مفادات الگ ، لیکن اگر آپ واقعی پارلیمنٹ میں ایسے اشخاص کو لانا چاہتے ہیں جو پارلیمنٹ کے تقدس کو برقرار رکھ سکیں گے تو اس کے لئے آپ کو چاہیے کہ آپ آئیے ایک فیصلہ کریں اور متناسب نمائیندگی کی بنیاد پر آپ الیکشن کریں ۔ کیوں وہ لوگ جو دونوں طرف ، معاف کرنا ۔ جو PPP کو بھی ایک فوٹو سٹیٹ درخواست بھیجتے ہیں اور مسلم لیگ کو بھی ۔ اور صبح شام وہ اپنی پوزیشنیں بدلتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو آپ بھی مسترد کریں اور وہ بھی مسترد کریں ۔ جب تک پروگرام کے مطابق ، جب تک منشور کے base پر کوئی آپ کا ورکر چاہیے جس جماعت سے تعلق رکھتا ہو ان ایوان میں نہیں پہنچ سکے گا ۔ جناب چیئرمین ! اس وقت تک ہم پارلیمنٹ کے تقدس کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے ۔

محترمہ نے بڑی اچھی بات کی کہ کاروبار کو الگ کریں اور جمہوریت کو الگ کریں ۔ ظاہر ہے بڑی اچھی بات ہے لیکن ہم میاں بیوی کو الگ نہیں کرنا چاہتے ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر

آج نواز شریف کے والد نے وزیر اعظم کے عہدے کی وجہ اور اس کے استحقاق کی وجہ سے جو انہوں نے بدعنوانیاں کی ہیں ، اس کا سزاوار اگر وہ بھی ہے تو جس کے عہدے کی وجہ سے یہ کیا گیا ہے اسے بھی آپ پکڑیں ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آخر کیا بات ہے کہ اگر بے نظیر صاحبہ کا دور آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جناب نواز شریف صاحب والے سب لوٹ گئے ۔ قوم یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ کتنے پیسے آپ نے وصول کئے ہیں ۔ جب بے نظیر صاحبہ کی حکومت تھی اس وقت انہوں نے کہا کہ جناب اتنے پیسے لُوٹے گئے ہیں لیکن قوم تو یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ کتنے پیسے وصول ہو چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ ایوان کے استحقاق کے لئے ہمیں کچھ بنیادی فیصلے کرنے ہوں گے ۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بنیادی فیصلے یہی ہیں کہ آئین کے جو تقاضے ہیں ان کو پورا کیا جا جائے اور ان کے متعلق ہم اپنے اس جمہوری عمل کو آگے بڑھا سکتے ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہت بہت شکریہ حافظ صاحب ۔ اب میں گزارش کروں گا منظور گچکی صاحب سے کہ وہ تقریر فرمائیں ۔

جناب منظور احمد گچکی : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ، جناب والا! ہونا تو یہ نہیں چاہیئے تھا کہ آج ہم اس بات پر بحث کرتے کہ اسمبلی کے اندر ہم نے کیا گل کھلائے ، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم پارلیمنٹ میں بیٹھ کر لوگوں کے مسائل سنتے ، لوگوں کے مسائل حل کرتے اورجمہوری روایات کو بر قرار رکھتے ہوئے دنیا کو یہ دکھاتے کہ ہم جمہوریت کے اہل ہیں ۔ جناب چیئرمین مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جس ہنگڑہ کلچر کا مظاہرہ ہم نے اس دن کیا کاش ہم یہ سوچتے کہ ان ایوانوں کے تقدس کے لئے لوگوں نے کتنی قربانیاں دیں ؟ کتنے سال جیلوں میں رہے ہیں ؟ کتنی مشکلات سے وہ گزرے ہیں ۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے کا لوگوں کو ایک مہینہ پہلے پتہ تھا کہ جب joint session ہو گا تو یہ تمام حربے استعمال ہونگے ۔ کیونکہ اخبارات کے اوراق شاہد ہیں کہ مختلف اوقات میں لوگوں نے اس کا برملا اظہار بھی کیا اور یہ کوئی ایسی انہونی بات نہیں تھی کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ کوئی اچانک بات ہو گئی ۔

جناب چیئرمین ! جب بھی کسی مسئلے پر ڈیبیٹ کریں تو تھوڑا سا پیچھے کی طرف ہم جا کے اس کو دیکھیں کہ اس کا back ground کیا ہے ؟ میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ اس ملک

کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اس ملک میں دانستہ طور پرجمہوریت کو سبوتاژ کیا گیا۔ اس ملک میں ان عوامل نے جو غیر جمہوری تھے اور جو لوگ ان عوامل کے ساتھی تھی ان کی ہمیشہ سے بلکہ سنتالیس سے لے کر آج تک ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت نہ آئے لیکن سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جمہوریت پسند غیر جمہوری انداز اختیار کرنے والوں کے ساتھی رہے ہیں یا شریک کار رہے ہیں تو پھر ہم کس سے اس بات کا گلہ کریں۔

جناب والا! اس دن جو کچھ ہوا ہر جمہوریت پسند کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ یہ مرحلہ تھا میں نے کبھی دنیا کی تاریخ میں ایسی اسمبلی نہیں دیکھی کہ جو اپنے آئین کی violation کرتی ہو۔ میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ اسمبلی کے اندر لفظوں کی لڑائی ہوتی ہے ہم اپنے مائک کے سامنے اخلاق کے دائرے میں جمہوری روایت کو برقرار رکھتے ہوئے پارلیمانی زبان استعمال کر کے اپنے مافی الضمیر کو ان تک پہنچا سکتے ہیں اور باہر کی دنیا کو پہنچا سکتے ہیں یہ ہمارا ایک جمہوری حق ہے لیکن جناب چیئرمین میں نے یہ نہیں دیکھا کہ بینرز اور پلے کارڈ لے کرآپ غیر شائستگی کا مظاہرہ کریں یہ کہا جاتا ہے کہ جی وہاں پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھانے جاتے وہاں پر چونکہ اس کا procedure یہی ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھاتے تو ہم نے اپنے خیالات کا اظہار بینرز اور پلے کارڈ سے کیا۔ جناب چیئرمین! یہ روایت ہے کہ جب پریذیڈنٹ تقریر کرے تو یہ ممبر کا ایک بنیادی حق ہے کہ کہ وہ پریذیڈنٹ کی تقریر کے خلاف جو بھی بولنا چاہے اس کے بعد وہ بول سکتا ہے تو میں حیران ہوں کہ تقریر سے پہلے اگر آپ اس بات کامظاہرہ کرتے ہیں تو آپ کا یہ logic کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا جناب چیئرمین! کیا رائے کے اظہار کا طریقہ یہ ہے کہ آپ Boxing gloves پہن کر ہاؤس کے اندر لڑائی چھیڑ دیں کیا اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ پریذیڈنٹ پر حملہ کرنے کی کوشش کریں؟ کیا جمہوریت کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ پرائم منسٹر کے اوپر attack کریں؟ کیا جمہوریت کا طریقہ کار یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کے خلاف آپ ہاتھ استعمال کریں؟

جناب والا! میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس بات کا میں خود گواہ ہوں کہ اس جیسے بزرگ شخص کو جو اس وقت میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے یعنی شیخ رفیق احمد صاحب، میری موجودگی میں ایک ممبر نے اسے قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ باہر نکلو میں تمہیں قتل کروا دوں گا، میں خود موجود تھا اور میں خود گیا اس کو سنبھالا، میں نے کہا کہ آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ یعنی یہ کوئی طریقہ

ہے۔ ایک شخص جس کی عمر چالیس سال اور ایک شخص جس کی عمر اسی (۸۰) سال ہے وہ آتا ہے باقاعدہ اسے گالیاں دیتا ہے اور اس کو یہ threat کرتا ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ کیا یہی جمہوریت ہے؟ جناب چیئرمین! جمہوری روایات سے لوگ ناواقف ہیں' ان لوگوں کو جمہوری روایات سیکھنی چاہییں اور جمہوری روایات through struggle سیکھی جاتی ہیں۔ جس نے زندگی میں دو دن بھی struggle نہ کی ہو وہ جمہوریت کو نہیں سمجھتا۔ جمہوریت کو تو وہ لوگ سمجھتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں دے دیں ہیں جمہوریت کے لیے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ لوگ جو جمہوریت کے سب سے بڑے دعویدار ہیں آج وہ مارشل لاء کے پروردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں ایک بات واضح طور پر کہوں گا' مجھے افسوس ہے کہ وہ ممبر یہاں موجود نہیں ہے اس لیے میں نام نہیں لیتا اس کا' انہوں نے کہا کہ جی فاروق لغاری صاحب کے خلاف ہم نے اس لیے protest کیا کہ اس کے خلاف ایک سکینڈل بن گیا ہے اور یہ کہ وہ corrupt ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب والا کہ وہ ممبر دو دفعہ سروس سے کرپشن کے حوالے سے dismiss کئے گئے اور article 63(i) کے تحت وہ اس House میں بیٹھ نہیں سکتا لیکن چونکہ اس وقت غیرجماعتی انتخابات ہوئے تھے اور اس وقت disqualify کرنے کے باوجود اس کو نکالنے کے باوجود اسے دوبارہ سینٹ کا ممبر بنایا گیا اس کے تین سال پورے بھی نہیں ہوئے تھے اور وہ آ کے یہاں پر ٹھیک ٹھاک طریقے سے اونچی کرسی تک پہنچ گئے۔

جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ " دامن کو ذرا دیکھ' ذرا بند قبا دیکھ " الزام لگانے سے پہلے آپ سب اپنے گریبان کو دیکھیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ اس House میں ہوا اس دن یہ نتیجہ ہے اس غیرجماعتی انتخابات کا کہ جس میں وہ لوگ آئے جو سمگلر تھے' جو کلاشنکوف بیچتے تھے' جنہوں نے ان قوتوں کا ساتھ دیا کہ جو اس ملک میں جمہوریت کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ جناب والا' ان کو جمہوری سبق سکھانا بڑا مشکل کام ہے اور اس کے لیے تو انہیں کافی پیریڈ لینا پڑے گا' اور میرے خیال میں کسی معزز رکن کو اس جانب سے انہیں باقاعدہ پڑھانا چاہیے کہ جمہوری روایات اور جمہوریت کیا ہے؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ House کے باہر جو کچھ ہوا' یہ بھی کوئی جمہوری روایات نہیں ہیں۔ میں واضح طور پر یہ بات آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر اس حرکت کو پیپلزپارٹی کے جیالوں نے کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے غلط کیا ہے اور یہ condemnable چیز ہے اور اگر دوسری جانب سے کسی نے کیا

ہے تو ہمیں اسے بھی نہیں بخشنا چاہیے۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے جو یہ حرکت House کے باہر کی یعنی اس احاطے کے اندر premises کے اندر غیرمتعلقہ اراکین نے، حکومت اس کا نوٹس لے اور ان لوگوں کو قرار واقعی سزا دے، صرف زبانی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا ! اگر ہم جمہوری روایات کا پاس رکھیں، جمہوری اقدار کا پاس رکھیں، اس House کے تقدس کا خیال رکھیں تو ہم سب یقیناً ایک اچھے مستقبل کی طرف گامزن ہوں گے۔ میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - بہت شکریہ جناب - Floor is now given to Mr. Aftab Ahmad Sheikh Sahib.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ چونکہ بہت سارے سپیکرز خواہش رکھتے تھے کہ اس مسئلے پر گفتگو کریں - لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں اپنا نام نہ دوں لیکن جو موشن آپ کے سامنے ہے اس میں - میں ادب سے عرض کروں گا کہ تھوڑی سی یا تو بھول ہے یا پھر بد دیانتی ہے موشن کہتا ہے کہ " On the occurrence of an unpleasant situation in the parliament house during the sitting" thats all پارلیمنٹ کے اندر sitting میں جو کچھ ہوا ہے - موشن کہتا ہے کہ صرف یہ discuss کیا جائے گا پارلیمنٹ میں جو کچھ ہوا اس دن کیوں ہوا ؟ اس کا کیا پس منظر تھا ؟ کیا شکایات تھیں ؟ جس نے اس جانب کے لوگوں کو مجبور کیا کہ یہ طرز عمل اپنائیں اس کی ایک لمبی داستان ہے -

جناب چیئرمین ! جن لوگوں نے یہ کام کیا ان کی بات کو چھوڑ دیں ہم اپنی بات بھی کریں اس گورنمنٹ میں جو کچھ سندھ کے اربن علاقوں میں ہو رہا ہے جس طرح سے مار پیٹ کا عالم وہاں جاری ہے روز ۱۲ سے ۱۵ افراد مر رہے ہیں گرفتاریاں چھاپے وہ تمام بالکل عیاں ہیں اخبار میں روز آ رہا ہے میاں نواز شریف کے والد کو گرفتار کیا گیا ان کی عمر دیکھیئے ان کی گرفتاری دیکھیئے اور چھوڑا پھر کیسے گیا وہ بھی ایک نمونہ ہے ایک عجوبہ ہے کس طرح رات کو کون آیا؟ کس طرح ضمانت دی گئی ان کو؟ وہ ضمانت نہیں دے رہے ہیں تو کہہ رہے ہیں کہ چھوڑو ضمانت کو فوراً روانہ کرو۔ کیا طاقتیں ہیں؟ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ پھر ہمیں لایا گیا پارلیمنٹ میں ہم گرفتار ہیں۔ کوئی درخواست نہیں تھی ہماری - اب قومی اسمبلی کے ممبران کو کہا جارہا ہے کہ نہیں لایا جائے گا۔

سپیکر کی رولنگ کو بائی پاس کیا گیا ایک نہیں کتنے ہی سارے واقعات ہیں۔ کس کس کا رونا روئیے کس کی گنتی کیجیئے میں اس تفصیل میں جانا ہی نہیں چاہتا ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا کہ موجوہ حکومت کے دور میں ہمیں کیا شکائتیں ہیں ؛ یہ ہمارے ساتھی یہ ہمارے دوست اس سائیڈ پر بیٹھے ہیں انہیں کیا شکائتیں ہیں ؛ بات یہ ہے جناب چیئرمین! کہ اس واقعے کے دو پہلو ہیں میں آپکی توجہ چاہتا ہوں ۔ اس کا پہلا پارٹ پہلا حصہ ڈرامے کا وہ یہاں ہوا بینرز دکھائے گئے نعرے لگائے گئے بے شک لگائے گئے ۔ بینرز پر کچھ لکھا ہوا تھا لکھا گیا تھا ؛ لکھاجو تھا وہ Expression تھا dissatisfaction کا expresstion تھا rejection کا۔ Expression تھا اس بات کا کہ موجودہ گورنمنٹ کی پالیسی سے اپوزیشن نالاں ہے ۔ پریشان ہے اپوزیشن اور کس طرح سے مظاہرہ کرتی اور کیا انداز اختیار کرتی اپوزیشن ؛ اپوزیشن کی بات سننے والا کوئی نہیں سب کو پکڑ پکڑ کر آپ جیل میں بند کررہے ہیں ۔ ان کی ضمانتیں لینے والا کوئی نہیں ہے۔ شیخ رشید کا جو حال کیا ہے آپ نے وہ دنیا کو معلوم ہے اس کا کیا حال کیا ہے آپ نے؛ پھر اپوزیشن نہیں چیخے گی تو کیا کرے گی ؛ اور یہ کون سی بڑی بات ہے ؛ میں آپ کو مثالیں دیتا ہوں ہاؤس کا تقدس کس طرح پامال ہوا۔ پہلے تقدس کا لفظ کہنے والے یہ سیکھیں کہ کس انداز سے ان کو سلوک کرنا چاہیے؟

کشمیر پالیسی دیکھئے آج بھی میٹنگ تھی کشمیر پر کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ کیا ہو رہا ہے ؛ نہ پارلیمنٹ کو پتہ ہے نہ سینٹ کو پتہ ہے نہ قومی اسمبلی کو پتا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے ؛ کشمیر پر ۔ کچھ اندازہ نہیں کسی کو یہ پتا نہیں دیتے جو مرضی آئے کررہے ہیں ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ کیا تقدس ہے ؛ ہاتھ آپ کے کالے منہ آپ کا کالا ، اور بات کرتے ہیں تقدس کی مجھے وہ مثال یاد آئی ۔ میں وقت کے اندر ختم کرنے کی کوشش کروں گا اور اگر دو منٹ اوپر ہو جائیں تو مہربانی کرکے وقت دے دینا۔ میں انگریزی کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا ۔ اس میں ایک جج صاحب نے ایک وکیل صاحب سے چپقلش کی اپنی جج کی dignity کو ایک طرف رکھ کے ۔وکیل صاحب نے ان کو جوابات دیئے ۔ جج صاحب سے کہا کہ میں آپ کو contempt کا نوٹس دوں گا ۔ وکیل صاحب نے ایک واقعہ بیان کیا کہ جناب ایک guard جا رہا تھا۔ راستے میں کسی سے لڑائی ہوگئی ۔ اس نے کسی کو ساتھ ہی کوٹ دیا کہ پکڑنا ذرا میں لڑلوں اس سے ۔ اس سے لڑا اور ہار گیا ۔ پلٹا تو کوٹ بھی غائب، تو جج صاحب سے کہا کہ جناب پہلے تو مجھ سے لڑے اور جب لڑائی میں ہار گئے تو اب مجھے

دھمکی دے رہے ہیں contempt کی۔ یہ تو وہی مثال ہے کہ آپ کا کوٹ بھی گیا ۔ تقدس کیا ہے؟

تقدس کا نام لینے والے خود جانتے نہیں کہ تقدس کس کو کہتے ہیں ۔ اب جناب بات یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں کیا ہوا؟ نعرے لگے بینرز دکھائے گئے اور میں یہاں یہ بات کہنے سے نہیں ڈروں گا کہ پیپلز پارٹی کے لوگوں نے تحمل کا مظاہرہ کیا تھا ۔ بالکل میں یہ بات واضح طور پر کہوں گا ۔ بات یا معاملہ آگے بڑھتا لیکن جس بردباری سے ، جس تحمل سے اس معاملے کو deal کیا گیا ۔ چونکہ اپوزیشن کا دل بھرا ہوا تھا ۔ کیسے ، ظلم سے ، زیادتیوں سے ، گرفتاریوں سے ، جو ملک کے اندر اسکینڈلز ہو رہے ہیں ۔ اپوزیشن بات کو نکالنا چاہتی تھی ۔ ایک انداز اپوزیشن نے اختیار کیا۔ اگر کہیں نہیں سنتے تو یہاں ضرور سنو گے لیکن میں اس بات کو فخر سے کہوں گا کہ انہوں نے بڑے تحمل سے اس بات کو deal کیا۔ انہوں نے وہ بات کی کہ ایک درخت جس پر بہت پھل ہوتا ہے۔ وہ جھک جاتا ہے۔ ٹھیک ہے میں جانتا ہوں۔ ایک دو ممبران کے ساتھ گڑ بڑ ہوئی تھی ٹھیک ہے لیکن جناب یہ کوئی بہت بات نہیں تھی ۔ میں آپ سے عرض کروں کہ جو اس طرف بیٹھے کر رہے ہیں ، جو آپ کی پالیسیاں ایک سال سے ہیں ۔ وہ اپوزیشن نے اپنا بخار نکالا ۔ میاں صاحب وزیراعظم تھے اور وہ وزیراعظم ہوں گے ۔ وہ اپوزیشن کے لیڈر ہیں ۔ اس کے ساتھ اگر آپ کا یہ برتاؤ ہے ۔ اس کے بوڑھے باپ کو آپ نے پکڑ کر جیل میں ڈال دیا اور وہ دل کا مریض تھا ۔ اور پھر راتوں رات چھوڑ بھی دیا ۔ یہ کوئی بات نہیں کہ پارلیمنٹ کا تقدس اور ادارے ہل جائیں گے ۔ کوئی ادارہ نہیں ہل رہا ہے آپ کے تقدس سے ۔ آپ ہل جائیں گے ۔ جو آپ کر رہے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کے واقعات جس پر یہ پارلیمنٹ کو ہلا رہے ہیں کہ بنیادیں ہل جائیں گی پارلیمنٹ کی ۔ کچھ نہیں ۔ کوریا ، جاپان ، چائنا وہاں لوگوں نے ایک دوسرے کو مارا ہے ۔ سپیکر کو مارا ہے ۔ ممبران آپس میں الجھے ہیں ۔ لڑائیاں ہوئی ہیں ، جھگڑے ہوئے ہیں ۔ ایسا ہوتا ہے پارلیمنٹ کے اندر ۔ یہ قصے چلتے رہتے ہیں لیکن جو بات سب سے زیادہ قابل اعتراض ہے اور سب سے اہم بات جو میں آپ کو اشارہ کر کے بتاؤں وہ یہ ہے کہ جناب اس طرف سے یہ مانا گیا کہ پارلیمنٹ کے باہر ایم ۔ این ۔ اے کو مارا گیا ہے ۔ وہ اس بات کو مانتے ہیں ۔

میرے بھائی ۔ میں عرض کروں ۔ میں حوالہ دے رہا ہوں ۔ جناب حسین شاہ راشدی کی تقریر میں ریکارڈ گواہ ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کو مارا ۔ اس لئے کہ This was a matter of reaction. یہ ریکارڈ پر ہے ۔ جناب والا ! تقریر ریکارڈ ہے ۔ جناب مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ برائے مہربانی مداخلت نہ کریں ۔ جی آپ جاری رکھیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو کچھ پارلیمنٹ میں ہوا۔ یہ میں نہیں کہتا کہ یہ کوئی اچھی بات ہے لیکن یہ بھی جو آپ کی طرف سے رد عمل ہوا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں تھی۔ پارلیمنٹ کا ایک وقار ہے ۔ اس وقار کو قائم رہنا چاہیے لیکن یہ کوئی نئی بات بھی نہیں تھی ۔ یہ بات کئی ملکوں میں ہو چکی ہے ۔ ہوتی رہتی ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبران بھی انسان ہیں ۔ ان کو بھی غصہ آتا ہے ۔ جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں لیکن جو کسی ملک میں نہیں ہوا وہ یہاں ہوا اور کیا ہوا؟ کہ باہر نکل کر ، غصہ میں انہوں نے ایک ایم ۔ این ۔ اے کو اتنا مارا کہ اگر لوگ نہ بچاتے تو وہ مر جاتا۔ اس کو ہسپتال میں سٹریچر پر ڈال کر لے گئے ۔ جناب والا، یہ کہنا کہ جو بات یہاں ہوئی ہے وہ تقدس کے خلاف ہے ۔ ادارہ ہل گیا ہے، یہ اتنی زیادہ قابل مذمت نہیں ہے ۔ قابل مذمت بات وہ ہے جو ان لوگوں نے باہر کی ہے جو انہوں نے باہر ایک ممبر اسمبلی کو مارا ہے۔ They should feel ashamed of it جو کچھ انہوں نے کیا ہے ۔ اور جناب انہوں نے ایک نہیں کئی آدمیوں کو مارا ہے ۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جو بات اس طرف سے admit کی گئی ہے ، حسین شاہ راشدی صاحب میرے بھائی ہیں ، میرے دوست ہیں ، وہ بھی وکیل ہیں وہ جانتے ہیں کہ admission کا کیا مطلب ہے انہوں نے یہ بات کہی ہے ۔ تو یہ سب سے زیادہ قابل مذمت بات ہے ۔ آپ پر یہ ذمہ داری آتی ہے کہ سپیکر نے سب پاس باہر کے لوگوں کو جاری کیے۔ آپ کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ کو محتاط ہونا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ باہر کوئی واقعہ ہو جائے اور یہ ہوا کہ جناب یہاں سے لوگ نکلے اور آپ کے لوگوں نے جا کر خوب مارا۔ کیا یہ پارلیمنٹ کا وقار ہے ؟

اس سے پارلیمنٹ کا وقار مجروح ہوا۔ اس سے نہیں ہوا جو کچھ یہاں ہوا۔ ایسا تو کئی پارلیمنٹس میں ہو چکا ہے ۔ مشرقی پاکستان کی اسمبلی میں مائیک کھینچ کر مارا گیا ۔ مجھے اچھی طرح

سے یاد ہے ۔ اسی طریقے سے ابھی کوریا کی پارلیمنٹ میں پٹائی دکھائی گئی ہے ۔ یہ چلتا ہے ۔ تو جناب والا میں دونوں سائیڈز کو اپیل کروں گا کہ ہم جن مسائل سے دوچار ہیں ۔ بار بار مختلف سطح پر ایسے ایسے امریکی لوگ یہاں پر تشریف لا رہے ہیں ' ان کا یہاں آنا بڑا معنی خیز ہے ۔ ہمارا یہ جو نجکاری کا معاملہ ہے ' کشمیر کا مسئلہ ہے ' پاکستان میں امن و امان کا مسئلہ ہے ' میں دونوں سائڈز کو اپیل کروں گا کہ بھائی ان مسائل پر توجہ دو ۔ ان مسائل کو حل کرو ۔ مہنگائی سے لوگوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے ۔ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ اب تو ایک آدمی دال روٹی کھانے سے بھی رہا ' یہ سورتحال ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اصل مسائل کی طرف توجہ نہ دیں اور ان سب ضمنی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں اور اس طرف کے میرے دوستوں کو چاہیے کہ اپنے جیالوں کو control میں رکھیں جس طرح سے ان چار آدمیوں کو مارا گیا تو تقریر کر کے مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں باہر جاؤں کہ نہ جاؤں ۔ جناب چیئرمین! آپ گارنٹی دیں گے ۔ آپ مجھے بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جہانگیر بدر صاحب۔

جناب جہانگیر بدر ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کی یہ تحریک التوا جو لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے اس معزز ایوان میں پیش کی گئی ہے وہ میرے پاس ہے ۔ میں جناب راجہ صاحب کی بطور پارلیمنٹیرین ' ان کا جو سابقہ ریکارڈ اور تجربہ ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ توقع نہیں کرتا تھا کہ اس قسم کی قرارداد راجہ صاحب اس ایوان میں پیش کریں گے اور یہاں پر وہ نکات اٹھائیں گے جن نکات کو اٹھانے کی یہاں پر ضرورت نہیں اور یہاں پر وہ نکات نہیں اٹھائیں گے جو کہ زیر بحث آنے چاہییں ۔ اگر اس Adjournment Motion کا analysis کیا جائے تو جناب چیئرمین! یہاں پر rally کا تو ذکر کیا گیا جس کا اعلان ٹیلیویژن سے ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ Leader of the Opposition میاں نواز شریف کے والد محترم کی گرفتاری کا ذکر کیا گیا اس پر گیلری میں ہونے والے واقعات کا اور ایک آدھ گیلری سے باہر واقعہ کا ذکر کیا گیا لیکن ہاؤس کے اندر ' ہاؤس کے فلور پر جو سلوک صدر پاکستان ' وزیر اعظم پاکستان اور پھر خود شیخ

آفتاب کہیں گے کہ ہاؤس کے تقدس کی بات کی ہے جس کو پامال کیا گیا ہے اس کے تقدس کی تو بات میں کروں گا اور ہاؤس کسی بلڈنگ کا نام نہیں یہ تو ایک institution ہے اگر اس کو برباد کرنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر یہی کہا جائے گا کہ اس کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ بات الگ ہے کہ ان کی definition میں کوئی تقدس ہوتا نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے institution جن کا ملک کے آئین کے ساتھ ' ملک کی سلامتی کے ساتھ اور اس معاشرے کو برقرار رکھنے کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہو اور جس پرجمہوریت کی بحالی میں یہاں کے غریب لوگوں نے سالہا سال آمریت کو ختم کرنے کیلئے قربانیاں دی ہوں اس کا کوئی نہ کوئی تقدس بلکہ بہت سارا تقدس ہوتا ہے اور اگر اس تقدس کو قائم نہ رکھا گیا تو پھر اس کے نتیجے میں جو کچھ ہو سکتا ہے میں یہ یہاں بیان نہیں کر سکتا ۔ ہو سکتا ہے اس ملک میں ایسے عناصر بھی ہوں جو چاہتے ہوں ایسا ہو اور ملک کا بٹوارہ ہو جائے ۔ میرے منہ میں خاک ۔ ہمیں اس ملک کو اکٹھا رکھنا ہے اپنے grievances یہیں بیٹھ کر اچھے طریقے سے ختم کرنے ہیں ۔ یہاں پر میں ضرور ان پوائنٹ کا جواب دوں گا ۔ ان پوائنٹ کا تعلق خود میری ذات سے بھی ہے ۔ یہاں پر ایسے لوگوں کو بھی زیر بحث لایا جا رہا ہے جو پارلیمنٹ کے رکن نہیں ۔ مثال کے طور پر جس rally کا ذکر کیا گیا جناب چیئرمین وہ rally ٹیلیویژن پر میں نے announce کی تھی ۔ وہ rally جو میں نے announce کی تھی (اس میں لکھا ہے معزز رکن نے جنہوں نے یہ پیش کیا ہے یعنی راجہ صاحب نے کہ یہ (supporting the President of Pakistan) یہ بات ٹھیک ہے میں نے یہ rally announce کرنے کی قانونی طور پر انتظامیہ کو درخواست دی کہ مجھے rally کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ صدر پاکستان فاروق لغاری وہ انسان ہیں جو سالہا سال جدوجہد کے دوران جیل میں میرے ساتھ رہے جو جد و جہد میں ہمارے ساتھ رہے اور یہاں پر جمہوریت کی بحالی میں اس ملک کی تاریخ میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے اور ایک ایسا شخص جو اپنی زندگی کا اتنا طویل عرصہ گزار کر اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے ایک صدر بنا ہو اگر اس کو خراج تحسین پیش نہ کیا جائے تو کیا ہم پھر آمروں کو خراج تحسین پیش کریں جن کو یہ لوگ خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں ۔

جناب والا! جمہوریت میں ایسا نہیں ہوتا اور اس کے بعد اسی موشن میں انھوں نے کہا ہے کہ انھوں نے بھی ایک ایسی rally کا پروگرام بنایا جب ہمیں انتظامیہ نے جناب

چیئرمین یہ کہا کہ ہم یہ rally نہ نکالیں تو اس rally کو بند کر دیا گیا ۔ اس کے بعد یہاں پر بات ہوئی ہے میاں صاحب کے والد محترم کی گرفتاری کی ۔ شیخ صاحب نے بھی کہا بہت سارے صاحبان نے بھی کہا راجہ صاحب اس پر discussion کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ فیصلہ پھر ہو جانا چاہئیے کہ ایک ایسا شخص جو کہ اس ایوان کا ممبر نہیں اور ایک ایسا شخص جو پارلیمنٹ کا رکن ہو کیا اس کے باپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اسے یہاں پر discussion میں لانا چاہئیے۔

تو یہ سب کے باپ پھر برابر ہونے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ میاں نواز شریف کے باپ کی گرفتاری ہو تو وہ (بات) یہاں زیر بحث لائی جائے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کیا جائے اور کہیں کہ nobody is above law ۔ اگر rule of law کی بات ہے تو وہاں پر remedies موجود ہیں۔ rule of law سب کے لئے rule of law ہے۔ باپ خواہ کسی غریب آدمی کا ہو یا کسی سابقہ وزیر اعظم کا۔ باپ باپ ہی ہوتا ہے اور عزت سب کی برابر ہوتی ہے۔ ہم اس ملک میں نہ کوئی ایسا قانون چلنے دیں گے نہ اس ایوان میں ایسی روایات کو جنم لینے دیں گے کہ جس میں ایک غریب آدمی کے باپ کے ساتھ زیادتی ہو تو وہ زیر بحث نہ لائی جائے اور ایک سرمایہ دار اور ایک لیڈر خواہ وہ کسی بھی سطح کا ہو اس کے باپ کے ساتھ زیادتی ہو تو وہ زیر بحث لائی جائے ۔ کتنی ہی زیادتیاں اس ملک میں روز ہوتی ہیں ۔ جیالوں کی بات کی راجہ صاحب نے ۔ راجہ صاحب rule of law کی بات ہے آپ نے جیالوں کی۔ میں جیالوں کی definition میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ اتنی پر تقدس definition ہے اگر آپ نے جیالوں کی اس struggle کو دیکھا ہوتا تو آپ کا دل ان کے ہاتھ اور منہ چومنے کو کرتا۔ اگر آپ کبھی کسی تحریک پہ کسی struggle پہ کسی آمریت کے خلاف struggle پہ یقین رکھتے ہیں، ورنہ یہ بات آپ کے دل پر اثر نہیں کر سکے گی۔

گیلری میں سب لوگ موجود تھے جناب والا ۔ وہاں پر دونوں طرف سے نعرے لگائے گئے۔ اگر وہاں پر حکومت کے حق میں نعرے لگائے تو وہاں پر اپوزیشن کے حق میں بھی نعرے لگائے گئے۔ یہ بات غلط ہے کہ وہاں پر ایک ہی قسم کے لوگ بیٹھے تھے اور انہیں پاس دیئے گئے۔ یہاں پر ایسی غلط بیانی جو ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ٹی وی موجود ہے آپ فلم چلا کر دیکھ لیں۔ گواہ موجود ہیں تمام دنیا، تمام پریس ۔ کسی کو بلا کر پوچھ لیں ۔ رہی بات باہر ہونے والے واقعات کی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ واقعہ میں نے کروایا ہے تو انہوں نے اس پر پرچہ کرا دیا ہے میں اپنا defence کورٹ میں کر لوں گا۔ اس میں انہوں نے، میں تو سمجھتا ہوں پرچہ میرے ہی خلاف ہونا

چاہیے تھا کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب کا میں ہی صدر ہوں اور چونکہ کسی نے حملہ ہی نہیں کیا تو پھر ایسے پرچے وہ جماعتوں کے صدور کے خلاف ہی ہوتے ہیں اور انہوں نے ٹھیک پرچہ میرے خلاف کرایا ہے اور اس پر میں اپنا defence عدالت میں دوں گا یہاں میں بات نہیں کروں گا لیکن میں انہیں کہوں گا خدا کے لئے اگر آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں ۔ اگر جمہوریت یہاں پر نصیب ہو ہی گئی ہے تو پھر آپ اس act کو جس پر جناب صدر پاکستان جیسے شخص پر، اس کی ذات پر نہ صرف تحقیر آمیز حملے کئے گئے بلکہ اس پر جسمانی طور پر حملہ کرنے کے لئے ممبر پارلیمنٹ آگے بڑھے ۔ یہ کوئی شان نہیں ہے ۔ یہ ایک باقاعدہ منصوبہ بندی تھی جس میں وزیر اعظم اور صدر پاکستان دونوں کی ذات کو اس لئے نشانہ بنانا کہ کئی لوگ چاہتے ہیں کہ یہ ادارے ٹوٹ جائیں ۔ کئی چاہتے ہیں اپوزیشن کے ممبران شاید کئی جن سے میری ملاقات ہوئی ہے وہ شاید یہ نہ چاہتے ہوں کہ یہ اسمبلی ٹوٹ جائے ۔ لیکن جناب والا! وہ اپوزیشن میں نہیں رہنا چاہتے وہ حکومت میں رہنا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ حکومت میں رہیں یا یہ اسمبلی نہ رہے ۔

یہ ایک غیر جمہوری طریقہ ہے جو انہوں نے اختیار کیا ہے ۔ جس طرح بینرز ہال میں لائے گئے بہت سے ممبران نے اس کا ذکر کیا ہے ہاؤس کے اس جانب سے بولنے والے ممبران نے بھی اس کا ذکر کیا لیکن جناب والا! ان بینرز کے ساتھ یہ کسی نے نہیں ذکر کیا کہ ڈنڈے بھی لگے ہوئے تھے ۔ ڈنڈے باقاعدہ طور پر اس دن لائے گئے ۔ اور جو مظاہرہ جس طریقے کے ساتھ کاندھوں پر اٹھا کر ہاؤس میں ہوا جس طرح وہ بھنگڑا ڈالا گیا نعرے لگائے گئے زبان بولی گئی جناب والا! یہ مجھے وہ سکول اور کالج یاد آ گیا جس میں میں اور آپ شاید اپنے اپنے وقتوں ایسا کرتے رہے ہوں ۔ یہ تو سکول سے بھی بدتر اور ایک اس قسم کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جس میں کوئی جمہوریت جو ہے وہ آگے نہ پھل پھول سکے ۔ یہاں پر یہ بات کی گئی کہ ہم نے go baba go کہا۔ لیکن ہم نے ایک limit میں رہتے ہوئے کہا ہم نے ہاؤس کے تقدس کو پامال نہیں کیا ہم اس حد تک نہیں گئے جس حد تک آج اپوزیشن ---- شاید وہ بوکھلا گئے تھے گرفتاریوں سے ۔ گرفتاری کیا چیز ہوتی ہے ۔ یہاں پر کہا گیا کہ جی ضمانتیں نہیں ہوئیں شیخ صاحب نے کہا اس وجہ سے غصہ تھا ۔ بھئی ضمانتیں نہیں ہوئی تو کیا ہوا ۔ politics میں تو ایسا ہوتا ہے ۔ آپ جمہوریت کی تاریخ دیکھیں ۔ یا آمریت کی تاریخ دیکھیں ۔ ابھی تو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے ان سے زیادہ تو ہمارے بچے جیلوں میں رہے ہیں ۔ خواتین/جیلیں کاٹ آئی ہیں ۔ ہم نے تو کسی جگہ

یہ پکار نہیں کی ۔ کسی جگہ نہیں روئے۔ کسی جگہ اخبار میں نہیں آیا ۔ ابھی تو دیکھا کیا ہے ۔ ابھی تو اپوزیشن میں چار دن ہوئے ہیں میاں صاحب کو بیٹھے ہوئے ۔ ابھی اپوزیشن تو دیکھو ۔ ہم نے تو اٹھارہ سال اپوزیشن دیکھی جب آپ جنرل ضیاء کی آمریت کی گود میں بیٹھے تھے ۔ اس وقت آپ کو دیکھا اس کے بعد آپ کو دیکھا ۔ آپ کو برداشت کیا اب برداشت تو کرو چار دن جمہوریت کو ۔ مت برباد کرو جمہوریت کو۔ ہو لینے دو جو tenure پورا اگر ہوتا ہے اس کے بعد عوام میں آپ بھی چلے جائیں ہم بھی جائیں گے جس کی جو credibility ہوگی عوام فیصلہ کریں گے سب کے لئے ایک جیسا فیصلہ ہوگا۔ لیکن یہاں پر جمہوریت کو برباد نہ کریں ۔ چار دن کی گرفتاریوں سے مت ڈریں۔ یہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی کے جن جیالوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ تو جوان جیلوں میں ہوئے ہیں ۔

Mr.Deputy Chairman: Mind your business please.

جناب جہانگیر بدر ۔ میرے صاحب معاملہ میرے متعلق بھی ہے اس وجہ سے میں زیادہ وقت لے رہا ہوں ۔ کہتے ہیں کہ

تو نے تو دیکھی نہیں گرمی رخسار حیا،
ہم نے اس آگ میں جلتے ہوئے دل دیکھے ہیں

ابھی کیا ہوا ہے ابھی تو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور یہ کہتے ہیں کہ پیٹا گیا ۔ بھائی پیٹا گیا ہوگا باہر کسی کو آپ نے مارا ہوگا اس نے آپ کو پیٹ دیا ہوگا جو ہمیں واقعات کا پتہ چلا ہے ۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ کس کس دن کی بات کریں اگر ایک دن کی بات کریں تو کوئی بندہ اپوزیشن سے میاں نواز شریف سمیت یہاں پر جواب نہیں دے سکتا۔ تم تو صرف پیٹنے کی بات کرتے ہو تم نے ایک دن میں چودہ اگست 1986 کو اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر کلاشنکوف کے ذریعے تم نے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگوں کو چوک لوہاری لاہور میں بھون کر رکھ دیا تھا۔ دس آدمی میر صاحب، ایک دن قتل کئے تھے۔ ایک شخص جس کا نام غلام عباس ہے آج تک معذور ہے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں گولی لگی تھی، اپنی کرسی سے نہیں اٹھ سکتا۔ کن کن واقعات کا ذکر کریں 1977 سے شروع کریں یا چند دن پہلے سے آئیں کبھی مذاکرہ کرلیں۔ debate کر لیں۔ یہاں تو وقت ہی بہت کم ہے ہم نے کبھی زیادہ بات نہیں کی لیکن ہم ہاتھ جوڑ کر کہتے

ہیں جسطرح ہمارے وزراء نے شیخ صاحب نے بھی کہا تحمل اور بردباری کا مظاہرہ ہال میں کیا ۔ اور آپ کی گالیوں کے باوجود ہم ہاتھ جوڑتے رہے ۔ ایسے ہاتھ جوڑتے رہے جیسے چار ہاتھ آپ کے ہیں ہمارا ہاتھ ہی کوئی نہیں ۔ منتیں کرتے رہے آپ کی کہ خدا کیلئے ایسا نہ کریں ۔ ہم اب بھی ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ملک کی سلامتی کے لئے ان اداروں کا بچنا ' ہاؤس کا تقدس برقرار رہنا ضروری ہے ۔ اور ایک جمہوری طریقہ جس کو یہ برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں جناب چیئرمین اس کا برقرار رہنا بہت ضروری ہے ۔ اس کے لئے ہم منت کرنے کے لئے پھر تیار ہیں ۔ اور ان سے کہتے ہیں کہ اگر اپوزیشن نہیں کی جاتی تو آ جاؤ بھائیو شامل ہو جاؤ اگر جیلوں میں نہیں جاسکتے تو۔۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب بدر صاحب۔ اب میں ڈاکٹر جاوید صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ موضوع جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اس پر اتنی زیادہ مدلل بحث کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ جو کچھ بھی اپوزیشن نے چودہ تاریخ کو کیا وہ اپنے حقوق کے دائرے کےاندر رہتے ہوئے انہوں نے کیا ۔ اور یہ demonstration نہایت ہی controlled تھی ۔ اور میں صرف یہ اس لئے نہیں کہہ رہا کیونکہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے بلکہ یہ observation ان لوگوں نے بھی کی ہے جن کا کوئی تعلق نہ اس پارٹی سے ہے نہ اس فریق سے ۔ اور اس کا پس منظر جو ہے اس کے متعلق ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس ملک میں اس طرح کا dead lock کیوں create ہوا ہے ۔ اس کی جڑیں جو ہیں وہ کہاں تک جاتی ہیں اور کس طرح اس مسئلے کو حل کیا جائے ۔ یہاں کہتے ہیں کہ تقدس پارلیمنٹ کا مجروح ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ ہم کس چیز کو مقدس سمجھتے ہیں ۔ نہ یہاں rule of law کو مقدس سمجھا گیا ہے ۔ نہ یہاں public mandate کو مقدس سمجھا گیا ہے ۔ اور نہ ہی یہاں پارلیمنٹ کو کبھی بھی مقدس سمجھا گیا ہے ۔ سو اب یہ حقیقت ہے اس پس منظر کے متعلق ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس ملک میں اس طرح کا dead lock کیوں create ہوا ہے ۔ اس کی جڑیں کہاں تک جاتی ہیں اور اس مسئلہ کو کس طرح سے حل کیا جائے ۔ اس وقت اس قسم کا dead lock ملک میں موجود ہے کہ کوئی consensus نہیں ہے ۔ میں تو خود اس بات پر متعجب

ہوتا ہوں کہ اس اس پس منظر کی روشنی میں کیوں نہیں دیکھا جاتا ور اس ملک کی بہتری کے لئے کیوں کوشش نہیں کی جاتی جس کے نتیجہ میں consensus پیدا ہو۔

جناب والا! ایک آدمی سوچتا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا کرنے والا کون ہے؟ ہم سب کے سامنے یہ بات ہے ایک منتخب حکومت موجود تھی اور اس حکومت کو صوابدیدی اختیارات کے تحت سابق صدر غلام اسحاق خان نے ختم کر دیا -- پھر جہاں تک rule of law کا تعلق ہے، وہ پارلیمنٹ restore کر دی گئی - پارلیمنٹ کی restoration کے بعد اس وقت کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ سے vote of confidence بھی حاصل کر لیا لیکن اس کے باوجود تب کی اپوزیشن نے نہ تو rule of law کی پرواہ کی، نہ ہی public mandate اور نہ ہی vote of confidence کی پرواہ کی بلکہ سابق صدر کے ساتھ intrigue کرکے اس حکومت کا خاتمہ کرایا گیا۔ اب اگر اسی طرح سے ابتداء کی گئی ہے تو حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ الیکشن کے نتیجہ میں ایک hung Parliament وجود میں آئی اور جب بھی کسی ملک میں hung Parliament وجود میں آتی ہے، اس میں ہمیشہ یہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے وہاں grand alliance بنا لیا جائے یا کوئی ایسی understanding پیدا کی جائے جس میں اقتدار کو divide کر لیا جائے - اس کی مثالیں دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں - یہاں بھی جب hung Parliament وجود میں آئی تو اس وقت ایسی suggestion دی گئی - چونکہ دونوں فریق ایک ایک دفعہ Article 58 سے ڈسے جا چکے ہیں - اس لئے بہتر یہی تھا کہ جب hung Parliament وجود میں آئی تو آپس میں confidence restore کرنے کے لئے کوئی ایسا package deal کر لیا جاتا جس کے تحت نصف نصف عرصہ کے لئے اقتدار کو split کر لیا جاتا - ڈیڑھ، دو سال ایک پارٹی حکومت کرے اور اتنے ہی عرصہ کے لئے دوسری پارٹی حکومت کرے تا کہ ان میں confidence کا ماحول پیدا ہو جائے - اس زمانے میں یہ فارمولا پیش کیا گیا اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو اس فارمولا کو support کرتے تھے - اس کے پیچھے نیت اور کوشش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح ان پارٹیوں کے درمیان understanding پیدا ہو سکے مگر یہ صورت حال پیدا نہ ہوسکی بلکہ horse trading کے ذریعہ ایک ایسی fragile حکومت وجود میں لائی گئی جو اس وقت موجود ہے -

جناب والا! دوسری طرف آپ یہ دیکھیئے کہ اپوزیشن میں رہتے ہوئے جب حکومت کو بتایا

جائے کہ ملک کے یہ یہ مسائل ہیں جن کے اوپر غور کرنے کی ضرورت ہے لیکن ان پر توجہ نہ دی جائے تو مسائل کیسے حل ہوں گے ۔ میں تو خود حیران ہوں کہ یہ ملک کیسے چل رہا ہے ۔ کراچی میں صورت حال یہ ہے کہ وہاں روزانہ چالیس چالیس ' پچاس پچاس آدمی مارے جاتے ہیں ' اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں کرتا ہے اور ہم میں بے اعتناعی کا یہ عالم ہے کہ اس کو روزمرہ کا معمول سمجھ لیا گیا ہے ۔ اس طرح جو کچھ مالا کنڈ میں ہوا ہے ۔اور جو مہنگائی کی حالت ہے ' جو بیروزگاری کی حالت ہے ' یہ سب کچھ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ نظام کس طرح چل رہا ہے ۔ جب اپوزیشن احتجاج کرتی ہے اور یہ احتجاج جمہوری حدود میں رہ کرکرتی ہے ' تو پھر کہا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کا تقدس پامال ہو گیا ہے ۔ ہم جناب کس چیز کو مقدس سمجھتے ہیں ؟ ہم نے تو کبھی بھی کسی چیز کو مقدس نہیں سمجھا ۔

جناب والا! پھر ایسے juncture پر جب اگلے روز مشترکہ اجلاس ہونے والا تھا ' میاں نواز شریف کے والد کو گرفتار کرنا ' یہ ایک تعجب کی بات تھی ۔ ان کو یہ غلط مشورہ کون دے رہا تھا ۔۔ انکے اپنے اندر ایسے دشمن موجود ہیں جو ان کو غلط مشورے دے رہے ہیں ۔ اس قسم کا مشورہ ایسے وقت میں دینا ۔۔ اور پھر ان کو چھوڑنا ۔۔۔ کس کے کہنے پر ۔۔۔ رابن رافیل کے کہنے پر؟ آپ آج کے اخبارات میں BBC کی رپورٹ پڑھ لیں کہ اس کے کہنے پر ان کو چھوڑا گیا ۔۔۔ ہماری destiny کے فیصلے کہاں ہوتے ہیں؟Sir امریکہ میں ہماری destiny کے فیصلے ہوتے ہیں ۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ہم نے احتجاج کیا ہے تو حدود کے اندر رہ کر کیا ہے ۔ دوسری طرف آپ نے یہ پہل کی ہے ' ایک نیا طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ پارلیمنٹ ہاؤس کی حدود میں ممبران کو مارا پیٹا ہے ۔ ان کے دانت توڑ دئے گئے ۔ ان کو بے ہوشی کے عالم میں ہسپتال لے جایا گیا ۔ اگر یہی صورت رہی تو پھر یہ جگہ مقتل بنے گی ۔ یہ مقتل بن جائے گی ' یہ پارلیمنٹ نہیں رہے گی ۔ تو میں تو اب بھی حکومتی حلقوں سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے آپ اب بھی میاں نواز شریف کے nine points پر غور کریں ۔ اب بھی وقت ہے ۔ کہ کوئی نہ کوئی تصفیہ دونوں فریقوں میں ہو سکے ۔ تاکہ اس ملک میں جمہوریت کی گاڑی جو ہے وہ چلائی جا سکے ۔ اسے انا کا مسئلہ مت بنائیں کہ اس میں پہلی شق یہ ہے کہ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ جو ہیں وہ استعفیٰ دیں ۔ نہیں یہ شق تو جب بھٹو صاحب کے خلاف اپوزیشن نے تحریک چلائی تھی ۔ تو اس میں بھی پہلی شق تھی ۔ کہ پرائم منسٹر جو ہے وہ استعفیٰ دے ۔ اس کے باوجود گفت و شنید ہوئی

اور اگر ضیاء الحق intervention نہ کرتے۔ تو ممکن ہے کہ تصفیہ ہو جاتا۔ اور جمہوریت کی گاڑی چلتی رہتی۔ میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ آخری موقعہ ہے اس ملک میں اگر جمہوریت کو چلنا ہے تو میاں نواز شریف یا اپوزیشن کے نائن پوائنٹ پر غور و فکر کریں۔ اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں۔ جو آپ دونوں کے منشوروں میں common ہیں۔ اور اس ملک کو ہم آگے چلا سکتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پارلیمنٹ کا تقدس جو ہے اس کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب شکریہ! شیخ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

شیخ رفیق احمد ۔ نہیں۔ جب آپ حکم دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کی مرضی۔ آپس میں صلاح کر لیں۔ جو بھی پہلے بولنا چاہتا ہے۔ اب میں جناب اعتزاز احسن صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں۔ اس کے بعد شیخ صاحب آپ کا نام آنے گا۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین! میں بھی باقی سب فاضل ممبران کی طرح آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے ۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ وقت کم ہے۔ اور کہنے کو اس موشن پر ۔ اس سانحے پر جو اس ہاؤس پر اور قومی اسمبلی پر یعنی پارلیمان پر گزرا ہے۔ کہنے کو بہت کچھ ہے ۔ دل کرتا ہے کہ اس پر سیرحاصل انداز سے اپنے جذبات کا ۔ اپنے احساسات کا اظہار کر سکوں۔ لیکن میں۔ مجموعی طور پر جو ہماری مجبوری ہے۔ بہت سے دوست اور فاضل اراکین اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے کر چکے ہیں۔ اور بہت سارا اور بھی کاروبار ہے جو اس ہاؤس نے نمٹانا ہے ۔ جناب چیئرمین میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس وقت یہ سوچنا چاہئیے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے ۔ میری نگاہ میں دو باتیں نمایاں ہیں۔ اس ہاؤس میں ہماری بحث کا دوسرا دن ہے۔ جو بحث یہاں چل رہی ہے۔ اس سے پہلی بات جو عیاں ہے۔ جو ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہاں ہم اس ملک کے نمائندے ہیں۔ اگر یہاں ہیں تو ظاہر ہے کہ ملک میں بھی ہیں ۔ گلیوں اور سڑکوں پر بھی ہیں۔ ایوانوں میں بھی ہیں دیہات میں بھی ہیں۔ شہروں میں بھی ہیں ایک polarization ہے۔ ادھر سے جو بات ہوتی ہے ۔ وہ ایک طرف سے ایک زاویے سے سارے اسی واقعے کو دیکھتے ہیں۔ اور ادھر سے جو ہم بات کرتے ہیں۔ ہمارا زاویہ نگاہ قطعی طور پر ان

سے مختلف ہی نہیں بلاشبہ متصادم ہے۔ اس polarization کو ختم کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! جب میں دوسرا پہلو اس بحث کا دیکھتا ہوں تو میرے دل میں بہت امید ابھرتی ہے۔ میں مایوس نہیں ہوں۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ مشترکہ اجلاس میں جو کچھ ہوا، سو ہوا اس میں جس جس کی ذمہ داری تھی جس جس کو ہم مورد الزام ٹھہرا سکتے ہیں۔ بے شک وہ بے نقاب ہونے چاہئیں۔ وہ ہاتھ بھی بے نقاب ہونے چاہئیں اور وہ چہرے بھی بے نقاب ہونے چاہئیں۔ لیکن جناب چیئرمین! جو اس ہاؤس نے ان دو دنوں میں روایت قائم کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایک ایسی روایت ہے جس کی تقلید باقی اداروں کو بھی کرنی چاہیے۔ اور جس پر ہمیں بھی ہم سیاستدانوں، سیاست کاروں کو بھی اس پر مستقل مزاجی کے ساتھ چلتے رہنا چاہیے۔ یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن جناب راجہ ظفر الحق صاحب بھی تقریر کر چکے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب بھی بولے ہیں۔ ادھر سے بھی جناب بہت اچھی تقاریر ہوئی ہیں۔ آپس میں اختلاف رائے یقیناً ہوگا ضرور ہوگا کیونکہ ہم ہاؤس ہی کی دونوں اطراف بیٹھے ہیں۔ ایک جانب نہیں بیٹھے۔ لیکن اچھی تقاریر میں، میں سمجھتا ہوں کہ جناب جہانگیر بدر صاحب نے، ڈاکٹر صفدر صاحب نے بڑی اچھی تقاریر کی ہیں۔ ماحول یہاں پیدا ہوا ہے کہ میں سمجھ رہا ہوں کہاں وہ اسمبلی، جس میں وہ مشترکہ اجلاس کہ اگر کوئی بھی تقریر کرنے کی کوشش کرتا۔ مجھے ہی کہا جاتا کہ آپ تقریر کریں۔ تو وہاں تو صدر کو سننے کو ہم (ہم سے مراد ہم ہی میں سے ہیں وہ سارے لوگ جو ادھر بھی ہیں اور ادھر بھی ہیں) تیار نہیں تھے۔ مگر یہاں تو مجھ جیسے کی بھی بات آرام سے، تحمل سے سنی جارہی ہے۔ یہ کس قدر فرق ہے۔ اور یہ وہ مثبت انداز ہے جناب چیئرمین! یہ وہ مثبت سوچ ہے جناب چیئرمین! یہ وہ جمہوری رویہ ہے جناب چیئرمین! جس میں اختلاف ہوتا ہے۔ جس میں اختلاف بنیاد ہے جمہوریت کی۔ لیکن ساری قوم کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہاں سینئر حضرات دونوں طرف سے اختلافی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحمل سے ایک دوسرے کو سن رہے ہیں۔ اور آپس میں انشاء اللہ تعالی میں سمجھتا ہوں کہ ایک اتفاق رائے بھی ایسا ہی ہوگا۔

جناب چیئرمین! مشترکہ اجلاس میں کیا ہوا؟ کیا نہیں ہوا؟ مشترکہ اجلاس سے پہلے کس قدر ایک جانب سے ظلم ہوا۔ کس قدر سے دوسری جانب سے ظلم ہوا۔ یہ ہم الزامات ایک دوسرے کے اوپر لگاتے رہیں گے۔ ہماری جانب سے میں تو جانتا ہوں۔

میں اپنے دوستوں ' ان کے چہروں کو : ایک ایک کو پہچانتا ہوں ۔ جو انتہائی صعوبتیں برداشت کرکے یہاں پہنچے ہیں اور ہمارے سامنے میں سمجھتا ہوں سب سے بڑی مثال یہاں شیخ رفیق احمد صاحب کی ہے ۔ جو کبھی بات دہراتے یا یاد بھی نہیں کرتے ۔ کہ کیا کیا ان پر گزری ہے کس کس وقت پر ان پر گزری ہے ۔ لیکن میں ان باتوں میں جانا نہیں چاہتا ۔ میں اس بات کو جھٹلانا نہیں چاہتا ۔ اس وقت بحث کی خاطر ' مفاہمت کی خاطر : یہ نہیں کہ میں تسلیم کرتا ہوں ۔ بات کو تسلیم کئے بغیر میں یہ جھٹلانا نہیں چاہتا ہوں ۔ اگر ادھر سے دوست کہتے ہیں کہ بڑی زیادتی ہوئی ہے یا ظلم ہوا ہے ۔ کوئی نہ کوئی زیادتی کچھ نہ کچھ آخرکار وزیر اعظم کو شاید ایک بات کا علم بھی نہیں ہوگا ۔ وزیر داخلہ صاحب کو بھی علم نہیں ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید میاں منظور وٹو صاحب کو بھی علم نہ ہو ۔ لیکن تاریخ کا جبر بھی ہمیں دیکھنا چاہیئے ۔ یوں ہمارے اوپر الزام نہ لگائیں ۔ لیکن میں آپ کو ایک چیز بتاؤں ۔ کہ میاں محمد شریف صاحب کو جس پولیس افسر نے گرفتار کیا ۔ میں اس میں کوئی اپنا واویلا نہیں چاہتا ۔ صرف اس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ جس روز میاں صاحب کی حکومت تھی ۔ میں تاریخ کا جبر بتا رہا ہوں ۔ میں کوئی اس طرح کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ مجھے تاریخ کا مشاہدہ ہے ۔ میرے سامنے کا واقعہ ہے ۔ مجھے سول لائن تھانہ کے لاک اپ سے رات کے تین بجے اٹھا کر کاہنہ تھانہ لاہور میں لے جایا گیا۔ اور تشدد وغیرہ بھی کیا ۔ میاں صاحب کی حکومت تھی ۔ ہم نے کوئی اس طرح نہیں کیا ۔ لیکن میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ پولیس افسر مجھے کیا کہتا تھا ۔ ؟ تین روز مجھے وہ interrogate کرتا رہا ۔ اور مجھے وہ پولیس افسر ہر وقت یہ کہتا تھا ۔ کبھی ڈرانا دھمکانا ہوتا تھا ۔ کبھی پیار سے بات کرتا تھا ۔ Schizophrenic وہ تھا ۔ اور وہ آکر مجھے کہتا کیا تھا؟ مجھے آکر کہتا تھا کہ جناب میاں صاحب کا ۔' میں اس جانور کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں ۔ وفاداری مشہور ہے اس جانور کی ' چونکہ وہ پارلیمانی لفظ نہیں ہوگا ۔ بہرحال وہ کہتا تھا کہ میں میاں صاحب کا وہ جانور ہوں جو جانور وفاداری کے زمرے سے پہچانا جاتا ہے ۔ اور یہ میاں صاحب کے بارے میں کہا ۔ گورنمنٹ کو دیکھنا چاہیئے ۔ کس شخص نے مامور اس شخص کو کیا ۔ وہ تو Schizophrenic ہے ۔ میرے خیال میں وہ مریض ہے: اس سے کوئی اچھائی کی: کوئی مہذب سلوک کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی۔ لیکن اس

سے polarization میں شدت آتی ہے۔ اس سے یہ نہیں کہ کوئی وزیراعظم نے کہا ہو گا کہ اس کو بھیجو، یا وزیر داخلہ نے کہا ہو گا کہ اس کو بھیجو۔ میں جانتا ہوں کہ جب اس نے مجھ پر تشدد کیا تو میاں نواز شریف صاحب جو وزیراعظم تھے، ان کے علم میں بھی شاید نہیں ہو گا کہ یہ کون سا ڈی ایس پی گرفتار کر رہا ہے اعتزاز احسن کو اور یہ کس طرح کا سلوک کرے گا، یہ ان کے علم میں بھی نہیں تھا۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ ان کے علم میں تھا۔ لیکن اب بجائے اس کے کہ ہم دونوں طرف سے یہ باتیں کرتے جائیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا اقدام کیا، گورنمنٹ نے ایک اچھا اقدام کیا، میاں نواز شریف صاحب کے والد، بزرگ میاں شریف صاحب کو رہا کر کے، کشیدگی کی فضا اور نہیں تو کچھ کم ہوئی۔ جناب چیئرمین! میں ایک ٹھوس تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے سامنے راجہ ظفر الحق صاحب کی موشن ہے۔ یقیناً یہ موشن جب بنایا ہو گا اس وقت ان کے دل میں اور دوسرے دوستوں کے دل میں اور ان کے اعصاب پر کھنچاؤ زیادہ ہو گا، تازہ تازہ کچھ واقعات تھے، یقیناً اس روز ہمارے وزرا نے جس طرح کچھ مار کھائی، پھر جو واقعہ باہر بھی ہوا، premises میں ہوا، اس کی وجہ سے ہماری طرف سے بھی کچھ شاید کشیدگی کا عنصر زیادہ ہو۔ اب جناب چیئرمین اس ساری debate کے بعد، اور یہ حقیقت ہے میں ان اپنے ساتھیوں کو جو حزب اختلاف میں اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور راجہ صاحب جن کی قیادت کرتے ہیں ان سب کو میں آج بھی جتنا ڈاکٹر صاحب بولے، ان سب کو جو مقررین یہاں بحث کر چکے ہیں، انہوں نے کتنے تلخ انداز میں ہی کیوں نہ حکومت کی تنقیص کی ہو، میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس روز ہوئی مشترکہ اجلاس میں اور انہوں نے قواعد و ضوابط کو پیش نظر رکھ کر جناب چیئرمین! انہوں نے اپنے مدعا کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا۔ اسی طرح اس جانب سے بھی یہی رویہ روا رہا۔ اب اس کو ایک نتیجے تک پہنچنا چاہیے۔ اس کا ایک نچوڑ نکلنا چاہیے اس بحث سے۔ یہ جو موشن ہے راجہ صاحب کی، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ عناصر اگر نکال دیئے جائیں، میں اس پر حتمی رائے نہیں دے سکتا اس وقت کیونکہ شاید ان کی طرف سے کچھ اور آراء آئیں، کچھ ہماری جانب سے آراء آئیں، پر کیوں نہ یہ سینٹ، کیوں نہ پارلیمان کا یہ وہ ایوان جس کی روایات میں جمہوری انداز میں بڑے سنگین معاملات پر بحث کرنا طویل بحث کرنا اور بحث کے بعد نچوڑ نکالنا جس کی روایات میں سے ہے، کیوں نہ کچھ دوستوں کی ایسی کمیٹی بن جائے اور وہ کوشش کرے کہ یہی موشن جو ہے، اسی موشن میں ہمیں

condemn کرنا چاہیے جو کچھ ایوان میں ہوا' ہمیں condemn کرنا چاہیےکسی بھی پارلیمینٹیرین کو اگر ایوان کے باہر' یہاں ہی نہیں کہ صرف premises کے اندر بلکہ premises کے باہر بھی اگر کسی پر کسی نے تشدد کیا ہے تو ہمیں اس کو condemn کرنا چاہیے۔ یہ ہوتا ہے' آج آپ کا کوئی ممبر اس طرح پٹ گیا' کل ادھر سے ہمارا کوئی ممبر پٹ سکتا ہے۔ مجھے اس میں کوئی خیال نہیں' میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے جناب چیئرمین! تین سال میاں صاحب کی اپوزیشن کی ہے اور تین سال اپوزیشن میں ہم نے ایوان میں ایسا رویہ رکھا' اور میری کئی بڑی طویل تقاریر ہوئیں' لیکن شائستگی کا دامن کبھی نہیں چھوڑا' میں یہ الزام نہیں لگا رہا ہوں کہ ادھر سے ایسا ہوا لیکن باہر بھی ہم یوں اکیلے نکل جاتے تھے' کسی کو کبھی یہ خیال یا دھڑکا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی پکڑے گا' یہ روایت ہاؤس کے اندر اور ہاؤس کے باہر ہوئی ہے' یہ غلط روایت ہوئی ہے۔ میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ تیار ہو جائیں اس موشن پر نظر ثانی کرنے کے لئے تو یہ ہاؤس شاید سارے ملک کو ایک lead دے سکے۔ یہ ہاؤس شاید سارے ملک کے لئے ایک قابل تقلید ایک ایسا کام کر سکے کہ اس ساری کشیدگی کے باوجود اس سارے جھگڑے کے باوجود اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے' جمہوریت کے استحکام کے لئے ہم کوئی ایسا راستہ نکالیں کہ ایک ایسا موشن آئے جس میں میں سمجھتا ہوں بصد احترام' کیونکہ میں بہت احترام کرتا ہوں راجہ صاحب کا' مجھے کہنے کی ضرورت بھی نہیں راجہ صاحب خود جانتے ہیں میں بصد احترام اگر راجہ صاحب اور لیڈر آف دی ہاؤس ملک قاسم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بھی بڑی قربانیاں ہیں اور آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں اصحاب لیڈ دے سکتے ہیں اس سارے ہاؤس کو اور' اور بھی دوست اگر مل بیٹھیں اور ہم ایسا موشن جناب چیئرمین! نکال سکیں جس موشن میں آپ کا نقطہ نگاہ بھی آئے ادھر کا نقطہ نگاہ بھی آئے دونوں کو آپس میں اس طرح سمو دیا جائے' دونوں کو اس طرح جوڑ دیا جائے کہ وہ ایک موشن اگر ہاؤس unanimously منظور کر لے تو یہاں سے جو آواز نکلے گی' یہاں سے جو پیغام جائے گا سارے ملک اور قوم کے لئے جائے گا وہ آپ کے لئے بھی اچھا ہوگا وہ ہمارے لئے بھی اچھا ہوگا وہ آئندہ جمہوریت کے لئے بھی اچھا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب' اب میں جناب سردار بشیر احمد ترین سے گزارش کروں گا کہ آپ فلور لیں۔

سردار بشیر احمد خان ترین۔ مہربانی جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے ایک بات کہوں گا وہ یہ ہے کہ ہماری آٹھ پارٹیوں کا کچھ نکات پر اتفاق ہوا ہے اتحاد نہیں ہوا ہے۔ خدا کرے کہ یہ اتحاد قائم ہو فی الحال تو ہمارا اتفاق رائے ہوا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ۱۴ نومبر کو جو کچھ ہوا وہ کوئی ایسی بات نہیں کہ یہاں کے عوامی نمائندوں کو پتہ نہیں یا باہر کے عوام کو پتہ نہیں' یا دنیا کے سب ملکوں کو پتہ نہیں۔ جس قسم کا واقعہ ۱۴ نومبر کو ہوا وہ ہمارے پشتو میں مثال ہے کہتے ہیں ہمیں گزارش کرنے میں نقص کا پتہ چلا۔ ترجمہ کچھ ایسے ہی بنتا ہے۔ کیوں جس دن میں آیا مجھے گیٹ پر روکا گیا' پولیس والے بڑے عجیب انداز سے کہنے لگے کہ پیچھے ہٹاؤ گاڑی۔ میں نے کہا کہ میں سینٹ کا ممبر ہوں' گاڑی پر بورڈ لگا ہوا ہے۔ میں اندر جا رہا ہوں' کہتا ہے پیچھے ہٹاؤ۔ اسی وقت مجھے پتہ چلا کہ معاملہ ذرا ٹیڑھا ہے' اللہ خیر کرے۔ تو میں نے کہا کہ میں دوسرے گیٹ سے اندر آؤں۔ کہتے ہیں کہ نہیں جی' آپ اس سے نہیں جا سکتے اتنے میں کچھ اور گاڑیاں آئیں جس میں ہمارے دوسرے بھائی بیٹھے ہوئے تھے جن کا حکومت کی پارٹی سے تعلق تھا۔ ان کو دوسرے گیٹ سے اندر جانے دیا بہرکیف ہم کافی دیر انتظار کرتے رہے' کس مصیبت سے اندر آئے' جونہی ہم ہاؤس کے اندر پہنچے' وہاں پر جو سیٹوں کو بتانے والا تھا۔ اس سے میں نے اپنی سیٹ کے متعلق پوچھا' بولا جاؤ جاؤ خود ڈھونڈو' میں بولا بھئی آپ تو سب لڑ رہے ہیں۔ خیر تو ہے' بات کیا ہے' اتنے میں میں اس ایوان کے ایک معزز رکن کے پاس' ایک کرسی خالی تھی وہاں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے حالات کو دیکھا میں نے کہا کہ اپنی سیٹ ڈھونڈنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اس سیٹ کا مالک آئے' وہ کوئی ہمارے ساتھ زیادتی نہ کرے۔ لہذا میں اس سیٹ سے اٹھا جب جانے لگا تو اس معزز رکن نے جو اس ایوان کا رکن ہے میرا راستہ روکا کہ آپ جا نہیں سکتے۔ میں نے بولا کہ نہیں صاحب مجھے جانے دیں میں اپنی سیٹ ڈھونڈنے کے لئے جا رہا ہوں جب میں پیچھے سے گزرنے لگا تو اس نے کرسی کو پیچھے کر لیا۔ اور جب میں آگے سے گزرنا لگا تو انہوں نے ٹانگیں یہاں رکھ لیں ایک قسم کا مجھے اشتعال دلایا جا رہا تھا۔ اور حقیقت میں کافی دیر تک کھڑا رہا لیکن جب میں نے اس کو دیکھا اس معزز رکن کے ساتھ چند ماہ پہلے بہت بڑا حادثہ آیا وہ میری نظروں میں آیا۔ پر ان کے سر پر تو پہلے بال نہیں اگر تھوڑے بہت ہیں وہ بھی سفید ہیں ان کا احترام کرتے ہوئے میں یوں چلا گیا پیچھے سے ہوتا ہوا گیا بہت پیچھے بیٹھ گیا وہاں بیٹھے سوچتا رہا کہ لوگ ہمیں

یہاں کس سوچ کے مطابق بھیجتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ ہمارے ممبر صاحبان کیا کریں گے۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ اوپر گیلری سے اس قسم کی گالیاں میں نے اپنے کانوں سے سنی ہیں اس قسم کے نازیبا الفاظ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ جس نے بھی سنا ہے وہ اگر نہیں کہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ اس ملک کا بھی دشمن ہے اس پارلیمنٹ ہاؤس کا بھی دشمن ہے۔

جناب چیئرمین' میں وہاں سے اٹھایا گیا آگے حافظ حسین صاحب کے ساتھ ایک سیٹ خالی تھی میں وہاں پر بیٹھ گیا وہاں پر لوگ جو کہتے ہیں کہ لوگ ڈیسک پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے یا یہ کہہ رہے تھے وہ جو بھی تھا ان کو اشتعال دلایا گیا بلکہ اشتعال دلایا جا رہا تھا کہ وہ ایسی حرکت کریں تاکہ ٹی وی والے تو سپیشل میرے خیال میں ہمارے منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوں گے میں دیکھ رہا تھا جب وہ کہہ رہے تھے کہ اس کی کوریج کرو' اس کی کوریج کرو وہاں سے ٹیلیویژن کیمرہ والے کے اوپر کسی نے کہا کہ بھئی آپ کیا ہماری فلم بنا رہے ہیں تقریر صدر کر رہے ہیں وہاں اس طرف جائیں۔ بات یہ ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں ہم حقیقت کہتے ہیں۔ اس لئے ہم میں وہ منافقت نہیں ہے۔ نہ کرسی کی کوئی لالچ ہے جناب والا جو حکومت اس پارلیمنٹ کا تحفظ نہیں کرسکتی وہ ایک غریب آدمی کے گھر کا چادر اور چار دیواری کا کیا تحفظ کرے گی۔وہاں سے جب میں نکلا میں ڈسپنسری گیا میں نے سوچا کہ بلڈ پریشر چیک کروالوں کیونکہ میں نے ابھی جس کے متعلق کہا جس نے میرے ساتھ جو رویہ اختیار کیا جس طریقے سے میرا راستہ روکا پہلے پولیس والوں نے روکا پھر یہاں روکا وردی میں اس دن عجیب عجیب چہرے نظر آرہے تھے۔ اس سے پہلے میں نے کبھی پارلیمنٹ میں ان چہروں کو نہیں دیکھا۔ بہرکیف جو ہوا سو ہوا میں موجودہ حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ کوئی ایسی مثال دے سکتی ہے کہ اس ملک میں کونسا ایسا کام ہے جو صحیح جا رہا ہے امن و امان کو دیکھئے۔ کراچی کے حالات کو دیکھئے' مہنگائی کو دیکھئے ڈکیتیوں کو دیکھئے رات دن قتل عام کو دیکھئے۔ لوگوں کی عزت کو لٹتے ہوئے دیکھئے' یہاں جب آتے ہیں کہتے ہیں سب کچھ برابر ہے۔ اس دن ٹی وی کو دیکھیں میں جب یہاں سے گیا ہوں میرے بچے کو مجھ سے پہلے پتہ تھا ۔ بی بی سی پر وہ ریلیز ہوگیا یہ فلم بی بی سی کو کیسے پہنچی۔ آج تک کسی نے پوچھا ہے میں جناب عالی ایک بات یہ واضح طور پر کہتا ہوں ہمارے قائد نواب اکبر بگٹی کے بیٹے کے قاتل یہاں اسلحہ لے کر پھرتے رہتے ہیں ۔ لال پک اپ پر اس نے

کالا شیشہ لگایا ہے بیت المال سے ہمارے جنرل بابر صاحب نے دو کروڑ روپیہ دیا ہے۔ آج تک کسی نے پوچھا کہ اس کو کیوں دیا ہے۔ کس لئے دی' یہ لوگ سیاست کو انتقامی کارروائی کو ذاتیات پر لے رہے ہیں میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر جس طرح ہمارے چند بھائیوں نے کہا ہے جس طرح ہمارے محترم ساتھی نے کہا کہ یہ جمہوریت کا آخری موقع ہے اگر اس سے بھی اس وقت کے حکمران نہیں سوچیں گے، تو ہم رہیں یا نہ رہیں' ہماری یہ تقریر یا یہ باتیں ضرور رہیں گی کہ اس ملک میں پھر جمہوریت کا خدا حافظ ہے۔ جناب چیئرمین صاحب آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ اگر اُس طرف سے پہل نہ ہو' اِس سائیڈ پر ایک پارٹی نہیں' سات آٹھ پارٹیاں ہیں۔ اگر اُس پارٹی نے پہل نہیں کی، اپنی غلطیوں کا اعتراف نہیں کیا' کیونکہ حکومت اُن کے ہاتھ میں ہے' تو آپ یقین جانیئے کہ جو زلزلہ خدا نہ کرے آنے والا ہے اس میں میرے خیال میں نہ ہم بچ سکیں گے نہ وہ بچ سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ اب باری ہے جناب رفیق احمد شیخ صاحب کی۔

شیخ رفیق احمد۔ میں بہت شکرگزار ہوں جناب سینیٹر بشیر احمد ترین صاحب کہ انہوں نے اس سینیٹر کا نام نہیں لیا جس سے انہیں شکایت تھی۔ لیکن میں آپ کو اس کا نام بتاتا ہوں' اس سینیٹر کا نام شیخ رفیق احمد ہے۔ اور سینیٹر منظور احمد گچکی صاحب نے جو واقعہ سنایا ہے کہ میرے بارے میں پارلیمنٹ کے ایک فاضل رکن نے جو مجھے گالیاں دیں اور جس طرح وہ مجھ پر حملہ آور ہونے، اگر منظور گچکی وہاں نہ آ جاتے تو شاید میں ان ممبروں سے پہلے ہسپتال پہنچ جاتا جو ممبر پارلیمنٹ کا اجلاس ختم ہونے کے بعد وہاں پہنچے تھے۔ لیکن یکایک مجھے خوشی ہوئی کہ بشیر احمد ترین صاحب میرے ساتھ ایک خالی کرسی تھی' وہاں آکر بیٹھ گئے مجھے حوصلہ ہوا کہ اب اگر وہ فاضل رکن، وہ پارلیمنٹ کے قابل احترام رکن جو مجھ پر حملہ آور ہونے تھے، وہ یا ان کا کوئی اور ساتھی مجھ پر حملہ آور ہوگا تو یہ میرے ساتھ اگر مدد نہیں کریں گے تو گواہ کے طور پر تو موجود ہوں گے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں انہیں نہیں اٹھنے دوں گا، یہ وہاں موجود رہے، ویسے تو اللہ نے بڑا حوصلہ دیا ہے، بڑی ہمت دی ہے، کبھی کبھی تو پاگلوں کی طرح معلوم ہوتا کہ حوصلہ ہے، لیکن کبھی کبھی انسان پر وہ لمحہ بھی آ جاتا ہے، تو میں نے انہیں نہیں جانے دیا، میں نے واقعی ان کا راستہ روکا' اگر یہ جرم ہے تو میں اس جرم

کو تسلیم کرتا ہوں ۔ آج میں دراصل کچھ دوستوں سے مختلف بات کرنا چاہتا ہوں۔ نیشنل اسمبلی میں وہ آخری تقریر جو لیڈر آف دی اپوزیشن نے کی اور جس پر نوائے وقت نے لکھا کہ اتنی عمدہ تقریر تھی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی تقریروں کو بھی مات کرگئی۔ میں آج ان کی اس تقریر کے لئے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا میرے آڑھائی سالہ دور میں، میں بے بس تھا، بے اختیار تھا ، جو کچھ کرتا تھا اس وقت کا صدر کرتا تھا ، جو مقدمات بنائے ، جو اس کی اپوزیشن پر ظلم ہونے ، جو ان پر تشدد ہوا ، جو کچھ سندھ میں ہوا ، وہ اس وقت کا صدر کرتا تھا ۔ تو مجھے اس لمحے سے جناب نوازشریف پر رحم آنا شروع ہو گیا ۔ اتنا بے اختیار وزیر اعظم ، اتنا قابل رحم وزیر اعظم اور اگر ذرا ضمیر جاگ اٹھتا تو جب پاکستان پیپلز پارٹی ، صدر کے ایڈریس کے وقت اس کو کہتی تھی گو بابا گو ، یہ بھی اس میں شامل ہو جاتا تو اس کو کب سے صدر سے چھٹکارا حاصل ہو گیا ہوتا ۔ لیکن اس کے لئے کچھ جرات رندانہ چاہیے تھی ، اس کے لئے کچھ حوصلہ چاہیے تھا ، اس کے لئے کچھ ہمت چاہیے تھی ، اڑھائی سال تک اس کے بوجھ کے نیچے ، وہ دبے رہے ، پسے رہے ، یہ مجھے نہیں معلوم کہ کس حد تک انہوں نے سچ بولا ہے ، کس حد تک انہوں نے بغیر مبالغے کے بات کی ہے، لیکن اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں نے اس دن اخبارات کو بھی یہ بیان دیا کہ اب محترمہ بینظیر بھٹو اور نواز شریف ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے ہیں اور اگر اس وقت جناب نواز شریف گو بابا گو کے نعرے میں شامل ہو جاتے تو شاید آج تک وہ اس ملک کے وزیراعظم ہوتے ۔ مگر بہرحال اس کی قسمت میں یہ لکھا نہیں ہوا تھا ۔ تو آج بھی مجھے یہی اندیشہ ہے کہ اس وقت کے صدر کے دباؤ میں تھے ، ان کے انگوٹھے کے نیچے ان کا گلہ تھا ، ان کا بوٹ ان کی چھاتی پر تھا اور وہ بے بس تھے ۔ آج بھی مجھے لگتا ہے کیونکہ میں نے ایوان میں دیکھا ہے ۔ بہت سے نفیس چہروں پر بھی تمکنت تھی ۔ انہیں احساس تھا یہ کیا ہو رہا ہے ؟ اپوزیشن کی اکثریت تو ہماری طرح ہی بیٹھے ہوئی تھی ۔ وہ ۱۰ ، ۱۵ ، ۲۰ کبھی سٹیج پر حملہ آور ہوتے تھے ، کبھی سرکاری ممبروں کا گلہ دباتے تھے اور انسان تو غلط بیانی کر سکتا ہے کیمرے کی آنکھ جھوٹ نہیں بولتی ، TV کی آنکھ جھوٹ نہیں بولتی وہ تو جو کچھ آتا ہے اور وہ TV جو شام کو ۶ بجے BBC نے دکھا دیا اکثر ممبران کو موقع نہیں ملا وہ دیکھتے کہ ایوان میں اپوزیشن ممبروں نے کس طرح کھرل صاحب کو مارا ، کس طرح جارج کلیمنٹ کی گردن کو پکڑ کر میز کے ساتھ اس کے ماتھے کو مارا ۔ وہ ذرا وہ سین تو دیکھتے ۔ تو وہ آج شاید اس قسم کی موشن پیش نہ کرتے

لیکن جو بات میں کہنا چاہتا ہووہ اعتزاز احسن اور جہانگیر بدر صاحب کے بہت قریب ہے ۔ کہ ایوان کے اندر تشدد تو قابل مذمت ہے یہ کسی ممبر کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کسی ممبر کو مارے ۔ اس کو قتل کی دھمکی دے کہ تو ہمارے ہاتھوں سےقتل ہو جائے گا ۔ اس قسم کی باتیں کرے پہلے دن یہاں تقریریں ہوئیں کچھ ممبروں نے کہا کہ ایوان کے اندر جو ہوا وہ جائز ہے ۔ نہیں ۔ قطعاً ناجائز ہے لیکن ایوان سے باہر بھی ' اس پارلیمنٹ ہاؤس کے بلڈنگ کے اندر یا باہر بھی میں ممبران کے تقدس کا قائل ہوں ۔ اس میں کس کا کتنا قصور ہے ؟ وہ دوست کبھی BBC کی فلم منگواکر دیکھ لیں کہ اپوزیشن کے کونسے ممبر کس کو کتنے ٹھڈے مار رہے تھے اور کیا کر رہے تھے ؛ لیکن ایوان کے اندر میں اتفاق کرتا ہوں کہ جو اس ایوان کے ممبر نہیں تھے اگر ان سے کچھ زیادتی ہوئی ۔ یہ میں نہیں کہتا کہ اپوزیشن نے ابتداء کی یا ان کی طرف سے زیادتی ہوئی لیکن اگر ان سے کچھ زیادتی بھی ہو جاتی تو یہ جمہوریت کا تقاضا تھا ' یہ اس ایوان کے تقدس کا تقاضا تھا کہ وہ احترام کرتے ' باہر نکل جاتے ۔ مظاہرہ کرنا ہوتا ' مظاہرہ کر لیتے ۔ کسی ممبر کے خلاف نعرے لگانے ہوتے تو نعرے لگا لیتے ۔ لیکن ایوان کے اندر کسی پارٹی کا رکن ' وہ اپوزیشن کا کارکن ہو یا PPP کا ہو ' میں سمجھتا ہوں کہ اسے یہ حق نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی ممبر پر ہاتھ اٹھائے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو تجویز جناب اعتزاز احسن صاحب نے پیش کی ہے وہ بہت معقول ہے ۔ کچھ اور دوستوں نے بھی بات کی ہے جناب شہزاد گل صاحب نے کہا کہ صدر کی تقریر کے خلاف احتجاج تھا ' صدر نے تقریر شروع ہی نہیں کی تھی کہ پہلے احتجاج شروع ہو گیا تھا ۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر اپنی تقریر میں یہ بھی شامل کرتا 'وہ بھی کرتا ۔ تو احتجاج نہ ہوتا ۔ مگر صدر تو ابھی داخل ہی نہیں ہوئے تھے کہ احتجاج ہو رہا تھا ۔ اس لئے یہ ان کا after thought ہے ۔ یہ ایک دلیل پیدا کی گئی ہے ۔ جس میں کوئی وزن نہیں ہے ۔ اور جناب شیخ آفتاب صاحب ہیں یا چلے گئے ہیں ؟ وہ شاید یوں سمجھتے ہیں کہ یہ آرمی آپریشن جو اب بھی ہے چاہے بڑا دبا ہوا ہے ' جوکراچی ہوا ہے تشدد پسندوں کے خلاف ۔ وہ PPP نے کیا ہے ۔ میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں ' ان سے التماس کرتا ہوں کہ یہ جناب نواز شریف صاحب کے دور میں شروع ہواتھا اور اکثر و بیشتر مقدمات جو ان کے ساتھیوں کے خلاف ہیں ' ان مقدمات کو قائم کرنے میں میں گناہ گار نہیں ہوں ۔ محترمہ بینظیر بھٹو گناہ گار نہیں ہیں ۔ اقبال حیدر صاحب یا جنرل بابر صاحب گناہ گار نہیں ہیں ۔ وہ تو نواز شریف صاحب کے دور میں جو فوجی حکام وہاں گئے

، جو افسران وہاں گئے ۔ جو کچھ انہو ں نے لکھا جو کچھ انہو ں نے پڑھا ٹھیک غلط یا جو کچھ بھی ہے ہم اس میں ملوث نہیں ہیں وہ ہمارے خلاف کہنا چھوڑ دیں۔

تیسری بات جس کا دکھ مجھے بہت زیادہ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ لڑائی تو چاہے پنجابیوں اور پٹھانوں کے درمیان ہو رہی ہے اردو سپیکنگ اور پٹھانو ں کے درمیان ہو رہی ہے ۔ پنجابیوں اور اردو بولنے والوں کے درمیان ہو رہی ہے لیکن جب گھر کے اندر لڑائی شروع ہو جاتی ہے کہ ایک اہل زبان اسی محلے میں رہنے والے دوسرے اہل زبان کو قتل کرتا ہے تو اس کی نوعیت بڑی شدید قسم کی ہو جاتی ہے اس میں تمام پارٹیو ں کو مل کر کراچی کے تمام نمائندوں کو مل کر سر جوڑ کے بیٹھنا چاہیے کراچی کو اس سے قبل کہ کوئی تباہ کرے ۔ اس میں پیپلز پارٹی ، ایم کیو ایم ، اس میں مسلم لیگ اس میں پختون پٹھان پنجابی محاذ اس کی کوئی تمیز نہیں ہونی چاہیے یہ انسانیت کے خلاف جرم ہو رہاہے ۔ ہماری جوانی کے زمانے میں بھی لڑائیاں ہوتی تھی عورتوں کو نہیں چھیڑا جاتا تھا بچوں کو اپنے بچے سمجھا جاتا تھا لیکن آج یہ اس مقام پر پہنچ گئے ہیں نہ خواتین محفوظ ہیں نہ بچے محفوظ ہیں اور دونوں طرف سے تقریباً ایک ہی بات کہی گئی کہ اس کے لئے بنیادی طور پر آمریت کا وہ دور ذمہ دار ہے جب یہاں پر کلاشن کوف کلچر نے فروغ حاصل کیا ۔ جب یہاں ہیروئن فرشی عام ہوئی جب یہاں پر قوم کو شعوری طور پر، نسلی، مذہبی، فرقہ وارانہ اور علاقائی طور پر تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی وہ آگ آج بھی جل رہی ہے آئیے سب مل کر اس آگ کو بجھانے اس کو ٹھنڈا کرنے او ر پاکستان کے مستقبل کو خوشگوار بنانے اور کسی دشمن کو وہ ملک کے اندر ہوں یا ملک کے باہر ہوں پاکستان کے خلاف سازش کرنے سے روک سکیں ۔ اور میرا اپنا یقین ہے مجھے دونوں اطراف سے بڑی توقعات ہیں ۔ انشاء اللہ میری درخواست پر آپ توجہ دیں گے ۔بہت بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی ۔اب میں دعوت خطاب دوں گا صوبیدار خان مندوخیل کو جی۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ اس نازک مسئلے کو اس ایوان میں دوسری مرتبہ چھیڑ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں ، میں کہتا ہوں کہ اس کی نوبت آئی کیوں کہ ہم اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے

کے بعد بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں لمبی لمبی باتیں کرتے ہیں اور اس میں کوئی صداقت نہیں ہوتی ہے ۔ جناب میں کہتا ہوں کہ ہم یہ موقع دیتے کیوں ہیں ' میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا منشور یہی ہے ۔ کہ جب وہ آتے ہیں تو ملک میں افراتفری اور گڑ بڑ پھیلانا اور دو بھائیوں کو جھگڑانا ان کا شیوہ ہے جناب اعتزاز صاحب میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ آج انہوں نے ایسی تقریر کی ہے کہ ایسے لگتا ہے کہ پیپلز پارٹی والوں نے سب کو ایک ایک تقریر کا کاغذ دیا ہو کہ آپ اس بات پر بات کریں اور وہ اس بات پر بات کرے ۔ ہم کس کس کا جواب دیں جناب ۔ اگر آپ مجھے ٹائم دیں تو ہم تھوڑی تقریر لمبی کریں گے ۔

جناب صدر صاحب کی تقریر میں جو ہوا ۔ یہ ہمیں ورثے میں ملا ہے جناب یہ وہ زمانہ بھول گئے ۹۲ والا ۔ جب انہوں نے کہا گو بابا گو ۔ یہ تو یاد کرتے ہیں لیکن وہ نہیں کرتے کہ گو بابا گو کے بعد ہم نے کیا کیا ہے ۔ ہم نے کسی ممبر ' کسی معزز رکن سے کوئی بات کی ہے ۔ آج وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے ۔ صرف یہ کہتے ہیں یہ غیر آئینی ہے ۔ جناب غیر آئینی وہ ہے جو ممبروں کو کوٹنا ممبروں کو مارنا ۔ جناب والا اس ہاؤس میں اگر دو بھائی لڑیں تو اس کی کوئی بات نہیں ہے ۔ لیکن کسی ایم این اے پر کسی معزز رکن پر حملہ کرنا اور اس کو زد و کوب کرنا اور اس کو سٹریچر پر اٹھا کے جناب ہسپتال لے جانا یہ کونسا انصاف ہے ؟ یہاں تو گھر میں روز لڑائی ہوتی ہے ' دو بھائیوں کی لڑائی ہوتی ہے اور یہ لڑائی بھی آپ لوگوں نے شروع کی ہے ۔ یہ روایت بھی آپ لوگوں نے بنائی ہے ۔ جناب آپ حیران ہوں گے کہ جب ہمارے معزز مہمان ایران کے صدر رفسنجانی مشترکہ اجلاس میں آئے تھے ۔ جناب والا ! چلو ہم گھر میں جو کچھ کرتے ہیں کریں ' لیکن معزز مہمان کے سامنے انہوں نے جو حرکتیں کیں ۔ خیر بہرحال ساری دنیا کو پتہ ہے ' وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے لیکن ہم نے آئین کے تحت کیا ہے اور آج جو ہم نے کیا ہے وہ غیر آئینی ہے ۔ غیر آئینی وہ ہے جو ہمارے ممبر کو مارا ہے اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ' ہم کو پتہ ہے ۔ سر ہمارے ساتھ آدمی آئے تھے کسی کو نہیں چھوڑا ۔ اور میرے خیال میں کئی ہمارے ساتھیوں نے گلہ کیا ہے کہ ہمارے ساتھ مہمان تھے ان کو وہیں گیٹ پر روک دیا گیا ۔ کیا یہ کوئی جمہوریت ہے ؟ کونسی جمہوریت کی بات کرتے ہیں ؟ کیا یہ جمہوریت ہے ؟ پشاور کی حکومت کو کس طریقے سے پلٹا دیا جناب ؟ اگر یہ بات چیت کرنے کی بات کرتے تو ہم ان کے پاؤں بھی پڑتے ہیں ۔ جہاں تک باتوں کی بات ہے ۔ لیکن ان کی باتیں ہاتھی کے

دانت' دکھانے کے اور کھانے کے اور۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ ایک منٹ سر۔ میاں شریف صاحب کو اس عمر میں پریذیڈنٹ صاحب کے خطاب سے ایک دن پہلے کس جرم میں پکڑا گیا۔ خدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ جب میں نے سنا میاں شریف صاحب کی گرفتاری کا' خدا کی قسم مجھے رونا آیا۔ اتنا شریف النفس انسان۔ آپ لاہور جائیں ان کی عادت ہے کہ صبح سے لے کر رات تک وہ قوم کو سر پر بٹھاتا ہے۔ اس شخص کو پکڑنا۔ مطلب کیا تھا میں یہ کہتا ہوں کہ پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر کو ان لوگوں نے خود سبوتاژ کیا۔ کیا ضرورت تھی کہ اس دن میاں شریف صاحب کو پکڑنے کی۔ دو دن بعد پکڑ سکتے تھے۔ جرم کیا تھا سر؟ اس طرح کے جرم پر اگر آئیں تو میں کہتا ہوں کہ آج پیپلزپارٹی والا کوئی بھی نہیں بچے گا۔ جناب اور تو اور یہ کہتے ہیں جمہوریت ہے۔ جناب میں ایک غریب آدمی ہوں پٹھان' غریب صوبے سے تعلق رکھتا ہوں' میری بہن بیگم نسیم ولی خان بھی جب اپنے سرحد کی بات کرتی ہیں تو کہتی ہیں کہ بے نام صوبہ اور بے یارومددگار صوبہ۔ میرا صوبہ بھی بے یار و مددگار ہے' میں اس کا رہنے والا' سر میرے اوپر پرچہ کٹا ہے۔ میں نے کیا قصور کیا ہے' قصور صرف یہ ہم نے سنا ہے کہ وہ ۱۴ اگست پر میں نے ایک تقریر کی ہے۔ میں ابھی بھی ڈرتا نہیں ہوں سر۔ وہ شیخ آفتاب صاحب نے آپ سے سیکورٹی لی ہے' میں سیکورٹی نہیں لیتا ہوں۔ میں پٹھان ہوں میں انشاء اللہ مقابلہ کروں گا یا مروں گا یا ماروں گا۔ میں کسی سے سیکورٹی نہیں لیتا ہوں۔ جناب والا! مجھ پہ بھی پرچہ کٹا ہوا ہے۔ اور میں نے حقیقت بیان کی ہے اس ۱۴ اگست کے دن' اور اگر اس پہ مجھ پر پرچہ کٹا ہے تو میں وہ حقیقت ہمیشہ عوام کے سامنے رکھوں گا اور میں واضح کرتا ہوں کہ وہ میں بار بار بتاؤں گا۔ جناب باتیں تو بہت ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب' ٹائم بھی آپ کا ختم ہونے کو ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ میں آخری چند باتیں کرتا ہوں جناب' خواہ اس ہاؤس میں وہ بری لگیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم امریکہ کی گود میں کیوں پڑے ہیں' جو بھی باتیں ہیں وہ ہم امریکہ سے guideline لیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ خدا کے لئے ہمارا ملک ہے' ہماری آزاد قوم ہے' ہماری عوام غیور عوام ہیں' اگر اس کو صحیح قائد ملے تو میں کہتا ہوں

کہ اس جیسا ملک، ہمارے پاکستان جیسا ملک دنیا میں نہیں ہے۔ ہم کس چیز کے محتاج ہیں جناب۔ خدارا میں گورنمنٹ کی پارٹی کو کہتا ہوں کہ آپ نے جو آج باتیں کیں ہیں۔ اب کیا خیال ہے بڑے شریف بنتے ہیں جناب۔ کہتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ آپ کیا کرو گے؟ یہ کونسی بات ہے۔ آپ کس کو دھمکاتے ہیں۔ ہمارے بھائی نے کہا ہے کہ ہمارے سیاستدان جو ہیں ان کے پاس تعلیم نہیں ہے ان کو سیکھنا چاہیے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی جناب والا! یہ سیاستدان ہمارے بھائی اگر کچھ نہیں جانتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کو باہر نکال دیں وہ ایک آدمی رہے جہاں پر وہ بیٹھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ ٹائم اگر دیکھیں تو۔ مہربانی۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا اپنے بھائیوں سے کہ خدا کے لئے عقل سے کام لیں اور اس ملک کو بچائیں نواز شریف کے نو نکات کو مان لیں اور اس ملک کو اگر آپ بچانا چاہتے ہیں تو نواز شریف کے نو نکات پر عمل کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ مہربانی۔ شکریہ جی۔ اگلے سپیکرز کے جو میرے پاس نام ہیں وہ ہیں مسٹر شفقت محمود، وہ حاضر نہیں ہیں۔ اس کے بعد ہیں سید حامد رضا گیلانی صاحب وہ بھی حاضر نہیں ہیں سید قاسم شاہ وہ بھی آج موجود نہیں ہیں۔ I am sorry ٹھیک ہے آپ موجود ہیں تو پھر اپنی جگہ پر جائیں جناب۔ وہ اپنی جگہ پر نہیں ہیں جناب۔ He has left his chair you see ڈاکٹر صاحب اس کے بعد آپ کو فلور دیا جائے گا، میں نے خود بعد میں کیا ہے۔

Barrister Masood Kausar: My name is there because I did give my name.

Mr. Deputy Chairman: Yes next name is yours. I have your name because Doctor Sahib is Minister and I think he should wind up his speech.

چلیں جی سید قاسم شاہ صاحب آپ فرمائیں۔

سید قاسم شاہ ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جبکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں اس موضوع پر بات کروں لیکن جو واقعہ میں نے اپنی سیاسی زندگی میں ۱۴ تاریخ کو دیکھا ہے تو یقین مانیے کہ میں باوجود بات نہ کرنے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا فرض بنتا ہے کہ

پارلیمنٹ کے اندر تمام لوگ منتخب لوگ ہوتے ہیں ان کو اپنے status کا پارلیمنٹ کا احساس ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کے اندر صدر کا عہدہ جو آئین کے لحاظ سے سب سے بڑا اور مقدس عہدہ ہے اور پھر اسی طرح وزیر اعظم کا عہدہ جب کہ وہ بھی ہم میں سے ہوتا ہے اور ہمارے دونوں سے وزیر اعظم بنتی ہے تو اس کا جو حشر ۱۴ تاریخ کو دیکھا تو میں یہ بات واضح طور پر کہوں گا ایم این اے اور سینیٹرز کے اس status کے یہ خلاف ہے جو ہمیں عوام نے دیا یا' جو ہمیں آئین دیتا ہے یہ بڑی زیادتی ہے سابقہ حکومت کو دیکھیں یا آج کے دور کو ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں اور ہماری عوام جنہوں نے ہمیں منتخب کرکے یہاں بھیجا ہے وہ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم ان کی بے روزگاری کو دور کریں گے' ہم مہنگائی سے چھٹکارا دیں گے ہم ملک کو ترقی کی طرف لے جائیں گے جبکہ ہم آپس میں ۱۴ تاریخ کو جو ہم نے اظہار کیا اس سے وہ ہماری قدر و قیمت جو پہلے ہی کم تھی یقین جانیں اس کے بعد عوام کے اندر نہ سینیٹرز کی کوئی پوزیشن ہے نہ ایم این اے کی کوئی پوزیشن ہے اور نہ پارلیمنٹ کی' یہاں پارلیمنٹ کے تقدس کی بات ہے چونکہ جب ہم خود پارلیمنٹ کے تقدس کو نہیں سمجھتے ہیں تو پھر ہماری کیا عزت اور کیا احترام ہو گا ٹھیک ہے صدر سے اختلاف ہو سکتے ہیں - میں نے اپنی زندگی میں پاکستان کے بہت سے صدر دیکھے ہیں لیکن یہ بات میں آج بھی وثوق سے کہتا ہوں کہ فاروق لغاری جیسے سیاستدان جو صدارت سے پہلے پارلیمنٹ کے ممبر رہے ہیں ان کے اخلاق ان کی اقدار بہت اعلیٰ ہیں۔ اپوزیشن جو بھی الزام لگاتے لیکن کوئی الزام جو ایک معمولی آدمی کے اوپر بھی لگ سکتا ہے وہ صدر کے اوپر لگا کر صدر کی تقریر نہ سنی جانے تو بالفاظ دیگر وہ لوگ آئین کو نہیں مانتے۔

(اور اس موقع پر بجلی کا نظام فیل ہونے کی وجہ سے اجلاس کی کارروائی روک دی گئی)

(بجلی کی بحالی کے بعد اجلاس کی کاروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے light بھی آ گئی ہے۔ Please carry on

سید قاسم شاہ۔ جناب میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ۱۴ تاریخ کو جو پارلیمنٹ کے اندر خواہ

اس طرف سے یا اس طرف سے جو بھی مظاہرہ کیا گیا وہ پارلیمان کے آداب کے خلاف تھا ۔ آئینکے خلاف تھا اور اسی بات سے وہ بات آگے بڑھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے تمام پارلیمنٹ کے اراکین کا وقار مجروح ہوا ہے ۔ اسی کے ساتھ یہ استحقاق مجروح ہوتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی قوم و ملک کے اندر جو خدشہ ہے کہ اگر ہمارے نمائندے اپنے پارلیمنٹ کے اندر ایسا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ اس ملک اور قوم کیلئے کیا کریں گے ؛ بات یہ ہے کہ چونکہ ہمارا process جو ہے وہ الیکشن کا ہے ۔ الیکشن کے ذریعے خواہ کوئی ایک ووٹ سے جیتا ہے یا ایک ووٹ سے ہارتا ہے حکومت بنتی ہے تو وہ الیکشن کے ذریعے بنتی ہے جب حکومت بن گئی تو اس کے بعد اپوزیشن کا کردار سوائے مخالفت برائے مخالفت کے اور کچھ نہیں ۔ اس سارے عرصہ میں، میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی مثبت بات قوم و ملک کے مفاد میں اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہو انھوں نے کسی بات میں حمایت نہیں کی۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت خالی کی اور پریذائیڈنگ آفیسر جناب اعتزاز احسن نے کرسی صدارت سنبھالی)

سید قاسم شاہ ۔ آپ دیکھیں لانگ مارچ ہے ٹرین مارچ ہے جو مخالفت بھی ہے وہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے اور آج ملک جو ہے وہ اپوزیشن کی وجہ سے مسائل کا شکار بن چکا ہے ۔ اس لئے اگر آئندہ بھی یہی روایت برقرار رہی تو نقصان کا اندیشہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری پارلیمنٹ اس پر سوچ و بچار کرے جس طرح بعض معزز اراکین نے یہ رائے دی ہے کہ سینٹ ایک بڑا معزز اور بڑا ایوان ہے اس کے اندر اگر افہام وتفہیم سے اس موشن میں ترمیم کر کے اگر اتفاق و اتحاد کیا جائے اور آئندہ کیلئے ملک و قوم کے مفاد میں جو طریقہ کار اپنایا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ ہم سب کی لئے بہتر ہے ۔ میں چونکہ زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا میں اس بات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بات کو ختم کرتا ہوں۔

Mr. Muhammad Zafar: Point of order. Sir, it is with great regret that I noticed that the House attendance is becoming thin and thin , may be because of the late hours but since we are discussing a very sensitive issue , I would request that the House may kindly now be adjourned and this be taken up in

the presence of the full House. I know the quorum is there and I am not saying that the quorum is not there but I am drawing the attention of the Chairman to the fact that the issue which is being discussed, is of vital interest to the country and it is so important, and the way it is being treated now in the House shows that it is not being given the due consideration, due importance which deserves and under these circumstances Sir, it would be proper and just that we take up this issue in the presence of the full House.

Mr. Presiding Officer: Thank you Zafar Sahib. Actually I will go and be guided by a consensus provided there is one between the Leader of the House and the Leader of the Opposition.

Mr. Muhammad Zafar: Leader of the Opposition is not present in the House, Sir.

Mr. Presiding Officer: He is here, I believe he has just gone out for a little while to make a telephone call but he is here, the Leader of the House is here, there are several Minsiters and several distinguished Senators on both sides.

اور آپ کی بھی تقریر کا ٹائم آ رہا ہے تو اس لئے میرا خیال ہے کہ۔

جناب محمد ظفر۔ اسی لئے میں عرض کر رہا تھا جناب۔

I want to speak in presence of the full House, at least with the majority in the House. And at the moment, I see the empty galleries and empty seats here and most of the Press people probably have also disappeared.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ دیکھیئے اب دو سینیٹرز کے برابر ایک ملک حاکمین صاحب بھی آ کے بیٹھ گئے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔جناب ظریف خان مندوخیل صاحب۔

جناب ظریف خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین شکریہ! ۱۴ تاریخ کا معاملہ اتنے لوگوں نے یاد کیا کہ اب میرا تو دل نہیں کرتا ہے کہ میں بھی اس کو دھراؤں۔ نیشنل اسمبلی کے دو چار ممبروں کو یہاں مارا پیٹا گیا اس کی میں شاید مذمت کرتا لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں ان چار ممبر نیشنل اسمبلیز کی مار پیٹ کی مذمت کروں تو مجھے کراچی والے گلا کریں گے کہ ہم روز بیس پچیس مرتے ہیں آپ نے ہمارا ذکر نہیں کیا اور چار MNAs کی مار پیٹ کا ذکر کیا۔ اسی طرح باجوڑ اور مالاکنڈ والے بھی ہمیں گلا کریں گے۔ میرے خیال میں ۱۴ تاریخ کو ہمیں بھول جانا چاہئے کیونکہ ہمارے ملک کا یہ پتہ نہیں کہ ۲۴ تاریخ کو کیا ہو گا۔ میں اس ایوان میں ذکر کروں گا ہم نے یہ رٹ لگائی ہے کہ ایوان کا استحقاق ہے ایوان ہے ایوان ہے لیکن کسی فاضل ممبر نے پاکستان کے وقار کا اپنی تقریر میں ذکر نہیں کیا۔ اگر پاکستان نہیں ہو گا تو یہ ایوان نہیں ہو گا۔ جب یہ ایوان نہیں ہو گا تو ہم نہیں ہوں گے۔ میرے خیال میں ہم نے یہ ملک اس لئے اس کی آزادی مانگی تھی کہ ہم اس میں مسلمان بسیں گے اور ایک دوسرے کا احترام کریں گے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے۔ چھوٹوں سے محبت کریں گے بڑوں کا ادب کریں گے۔ آج افسوس کی بات ہے کہ اس ایوان میں ہم آپس میں خود بھی ایک دوسرے پر ہنستے ہیں اور قوم ہم پر ہنستی ہے۔ ابھی جو ہمارا ایوان کے اندر یہ حال ہو گا اور ایوان کے باہر ہمارے MNAs پیٹے جائیں گے تو میرے خیال میں ہم لوگ اپنے گھر میں اپنے بچوں کو یہ کہنے کا حق نہیں رکھیں گے کہ بیٹا خیال کرو خیال کرو غلطی مت کرو۔ وہ بولیں گے کہ تم ایوان میں کیا کرتے ہو جو گھر میں ہمیں تم یہ تربیت دیتے ہو کہ برائی مت کرو اچھائی کرو۔

میں ان ممبران سے گزارش کروں گا کہ خدا را پاکستان کے وقار کا خیال کریں اس ملک کو بہت کوششوں سے حاصل کیا ہے ہم یہ موجودہ لوگوں میں دو چار لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے کام کیا ہو گا باقی ہم لوگوں کو تو پاکستان مفت میں ملا ہے۔ جو چیز کسی کو مفت میں ملے اس کی کسی کو قدر نہیں ہے۔ خدا نہ کرے اگر یہ ملک نہ رہا تو ہم یہ ایوان کے ممبران کہیں کسی دوسرے ملک میں چوکیدار یا ڈرائیور بنیں گے۔ اب ہم کفران نعمت کرتے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کا مجھے رویہ پسند نہیں ہے میں معافی چاہتا ہوں سینیٹ میں ہم لوگ جو بات کرتے ہیں نہ وزیر ہم لوگوں کا خیال رکھتے ہیں نہ ہم نے وزیروں کا خیال رکھا ہے۔ نہ پیپلز پارٹی والوں نے اپوزیشن کے کسی رکن کا خیال رکھا ہے نہ اپوزیشن نے پیپلز پارٹی کا خیال رکھا ہے۔

میں ساری اس چیز پر بات کروں گا کہ اس ملک کے لئے کیا کرنا ہے ۔ ابھی سینتالیس سال گزر گئے ہیں کراچی میں دن کو بیس آدمی مرتے ہیں کس نے مارا ' ہمارا خیال ہے یہ Raw والوں کا کام ہے ہمارا خیال ہے یہ خاد والوں کا کام ہے ۔ ہمارا خیال ہے یہ ایم کیو ایم کا کام ہے ' ہمارا خیال ہے یہ سندھی ہے ۔ بھائی یہ قتل و غارت بند کرو جو بھی کرتا ہے اس کے خلاف ابھی تک FIR ہی نہیں کٹی ہے ۔ اسی طرح میں آپ کو بتاتا ہوں' باجوڑ میں اگر وہ لوگ شریعت مانگتے ہیں تو میں تو یہی گزارش کروں گا کہ یہ ملک اسی لئے ہم نے حاصل کیا تھا۔

اپوزیشن اور حکومتی پارٹی آج اسی فلور سے اعلان کرے کہ آج سے سارے ملک میں شریعت نافذ ہے اگر کوئی نہیں مانتا تو اس کو پھانسی یا چودہ سال کی سزا دو ۔ اب باجوڑ کی شریعت کی بات کیوں ہو رہی ہے پورے ملک کی بات کیوں نہیں ہو رہی ہے ۔ باقی میرے خیال میں ' میں ابھی ۲۲ تاریخ سے ۱۲ تاریخ تک کراچی میں رہا ہوں ۱۲ کو مشترکہ اجلاس کے لئے یہاں آیا تھا ایک رات میں Defence phase II میں سات گاڑیاں لوٹی گئی تھیں ان لوگوں کی گھڑیاں اور پیسے لے گئے تھے اس میں ایک گاڑی میرے رشتہ دار کی بھی تھی ۔ اس کو ہم نے کہا شکر ہے آپ بچ گئے وہ لوگ گاڑی بھی لے جاتے تو کوئی پروا نہیں یہ جو لوگ مرتے ہیں ان کے لئے ہم کیوں نہیں سوچتے ہیں ۔ اب ہم لوگوں کا تو اس وقت پتہ لگے گا جب ہمارا کوئی بھائی مرے گا ۔ دوسروں کے بھائی ہمارے بھائی کیوں نہیں ہیں ۔ یہ مہاجر اور سندھی آپس میں بھائی کیوں نہیں ہیں ۔ اس ہاؤس کی ثالثی کمیٹی کیوں نہیں بنائی جاتی ہے کہ تم جاؤ کراچی میں مہاجر اور سندھی کا فیصلہ کراؤ یہ دونوں ہمارے بھائی ہیں اس کے لئے کیوں نہیں سوچتے ۔ آج ہم نے اخبار میں دیکھا کھرل خان صاحب نے بیان دیا جو ہمارے وزیر ہیں کہ فلاں نے یہ کیا ہے نواز شریف نے یہ کیا ہے ۔ اپوزیشن والے بے نظیر کے خلاف بیان دیتے ہیں ۔ میرے خیال میں اگر ایک آٹھ رکنی کمیٹی کراچی بھجوائی جائے تا کہ مہاجر اور سندھیوں کے درمیان بات کرے تو یہ انشااللہ کامیاب ہوگی ۔ اسی طرح ایک کمیٹی باجوڑ میں بھجوا دیں فوج کے بجائے وہ باجوڑ اور مالاکنڈ میں تصفیہ کروا دے ۔ ہمارے علاقے میں جرگے اور ٹریبونل ہوتے ہیں اس میں ' میں نے خود کام کیا ہے ٹریبونل کے ممبران کے ساتھ جرگہ ممبران کے ساتھ جب انسان کی نیت صاف ہوتی ہے تو وہ ہر ایک فیصلہ کروا سکتا ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر ہم خلوص سے کام کریں تو نواز شریف اور محترمہ دونوں کے درمیان تصفیہ کروا سکتے ہیں ۔ ہم آدھے ان کے چمچے بنے ہوئے ہیں ' آدھے ان

کے بنے ہوئے ہیں ملک کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔

میرے خیال میں اگر ہم حق بات بھی کریں گے اسی جگہ سب سنیٹروں نے حلف لیا تھا، حلف کا معنی ہیں قرآن اٹھایا تھا۔ اب ہم نے اس حلف کا کوئی خیال نہیں رکھا جس آدمی کو قرآن مارے اس میں آئندہ کیا برکت رہے گی۔ ہم نے پاکستان کے لئے فلاح و بہبود، قومی سلامتی کے لئے حلف لیا جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس میں نہ قومی سلامتی ہے نہ بھائی چارہ ہے نہ پاکستانی کا تصور ہمارے اپنے اوپر ہوتا ہے ۔ میرے خیال میں تقریروں کو چھوڑو کہ پیپلز والے باہر پیپلز والے کو شاباش دیتے ہیں کہ بہت اچھی تقریر کی ہے، اپوزیشن والے اپوزیشن والوں کو مبارکبا دیں کہ شاباش بہت اچھی تقریر کی ہے۔ اس ملک کے لئے سوچیں۔ اس ملک کے لئے اگر ہم نہیں سوچیں گے تو آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ تاریخ میں لکھا جائے گا کہ اتنے سنیٹر اتنے ایم این اے تھے ماہوار ہر ایک کا خرچہ پچاس ہزار روپے سے زیادہ آتا تھا انہوں نے ملک کے لئے کام کرنے کے بجائے ملک کو پہلے سے بھی زیادہ خراب کیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے پاکستان کو ہم چلائیں بعد میں ہم اپوزیشن برائے اپوزیشن کریں اور حکومت اپنی ذمہ داری سمجھے اب تو حکومت کا یہ حال ہے کہ ایک دن کا اخبار دیکھتے ہیں بولتے ہیں کہ سنیٹر کو اپنی حفاظت کے لئے لائسنس جاری نہیں کریں گے دوسرے دن بولتے ہیں کہ مخالف کے جو سنیٹر ہیں ان کے ترقیاتی فنڈ نہیں دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ذرا مختصر عرض کریں۔

شیخ ظریف خان مندوخیل۔ مختصر نہیں کروں گا صاحب یہ ملک کے مفاد کی تقریر ہے اگر کوئی سنتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ہر روز اخبار اٹھاتے ہیں آپ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اب اخبار والوں کا اخبار نہیں بکتا ہے جب تک وہ اپوزیشن والوں کی حکومت پر اور حکومت کی اپوزیشن پر تنقید نہ چھاپیں ۔ آج تک ہم نے اخبارات میں یہ نہیں پڑھا ہے کہ فلاں علاقے میں اتنے کلومیٹر سڑک تعمیر ہو گئی ہے۔ بس صرف اخبارات حکومت اور اپوزیشن کی خبروں سے بھرا ہوا ہے ۔ آپ یہ مہربانی کریں کہ جب اس ہاؤس میں دونوں فریق بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ طے کریں کہ مختلف قسم کی کمیٹیاں بنائیں جن کا کام صلح صفائی کرانا ہو۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک دفعہ go baba go کہا جائے اور دوسری بار go sister go کہا جائے اور تیسری بار

go brother go کہا جانے ۔ اس سے ہمارے ملک کو کیا حاصل ہوگا؟ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اگر ہمارے اراکین پارلیمنٹ، لیڈر آف دی اپوزیشن، صدر اور وزیر اعظم نے اپنے موجودہ طور طریقے نہ بدلے تو خدا نہ کرے اس ملک کو کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا ہے ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ۔ بہت بہت شکریہ ۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کرنا ہے اور اس کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے بھی تقریر ہونی ہے ۔ اس لئے میں آپ سے ذرا اختصار کی گزارش کروں گا ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! میرا نام بھی ہے ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا نام ہے ۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ ڈاکٹر شیر افگن کے بعد ظفر صاحب ہیں ۔ پھر مسعود کوثر صاحب، ڈاکٹر عبدالحئی صاحب ۔ سید احسان شاہ صاحب لیڈر آف دی اپوزیشن اور پھر گورنمنٹ کی طرف سے سید اقبال حیدر صاحب اظہار خیال کریں گے ۔ مجھ کو جو آرڈر دیا گیا ہے وہ یہی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا! شکریہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ آپ کے لئے تین منٹ ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ پھر میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ نہیں ۔ آپ تقریر فرمائیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں جناب والا! سب سے پہلے سینٹ کے اراکین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتاہوں کہ ۱۴ نومبر کے واقعات میں کسی بھی سینیٹر نے حصہ نہیں لیا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Upper House، جس میں آج یہ بات چیت ہو رہی ہے، افہام وتفہیم کی طرف جا رہے ہیں، معزز اراکین نے بھی اس بارے میں بات چیت کی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ اس سے بات آگے چل نکلے گی اور یہی ہاؤس ہے، جس کے سر سہرا ہوگا کہ افہام و تفہیم کی منزل پر اس ایوان نے پہنچایا ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں راجہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ آج انہوں نے مجھے جو نصیحت فرمائی ہے، میں اس پر من وعن عمل پیرا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آگ جل رہی ہے، اس

پر آپ نے جلتی پر تیل نہیں ڈالنا ہے۔ میں نے کہا کہ اب ٹھنڈے گھڑے سے ٹھنڈا پانی ڈالنے کی ضرورت ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ملک حاکمین صاحب، ہو سکتا ہے کہ آپ کی باری آ جائے۔ اس لئے آپ ابھی نہ جائیں۔آپ کے علاوہ اور بہت سارے سینیئرز بھی ہیں، جنہوں نے تقاریر فرمانا ہے۔ اس لئے آپ ابھی باہر نہ جائیں۔ رضا ربانی صاحب بھی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے اور اس معزز ایوان کے سامنے صرف دو نکات رکھنا چاہتاہوں ۔بنیادی بات یہ ہے کہ ۱۴ نومبر کا واقعہ کوئی منفرد واقعہ نہیں ہے۔ جس دن صدر صاحب نے خطاب فرمایا، اس دوران جو واقعہ رونما ہوا ہے، یہ کوئی منفرد واقعہ نہیں ہے ۔میں عرض کرتاہوں کہ اگر شروع سے دیکھیں تو قومی اسمبلی میں کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا ہے جس دن کوئی نہ کوئی ہنگامہ نہ ہوا ہو ۔ آپ اخبارات کو اٹھا کر دیکھ لیں، آپ کو شاذونادر ہی کوئی دن ملے گا، جس دن قومی اسمبلی میں کوئی نہ کوئی ہنگامہ آرائی نہ ہوئی ہو اور لکھا ہو کہ آج قومی اسمبلی میں صورت حال بہتر رہی ہے ۔ اس بنیاد پر آپ یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک طریقہ کار کے تحت ایسا کیا جا رہاہے۔ اس کا دوسرا پہلو جو ہے، اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ کہا جاتاہے کہ پیپلز پارٹی نے بھی go baba go کہا تھا اور بعد میں walk out کر دیا تھا۔ اس کوسامنے رکھتے ہوئے اپوزیشن والے ہال میں پوسٹر لے گئے ۔ اشتہارات لے گئے ۔ صدر صاحب پر حملہ کرنے کی کوشش کی ۔وزرا اور ممبران کے درمیان جھگڑا ہوا، ان کو زخمی کرنے کی کوشش کی اور زخمی کیا لیکن بات یہ ہے، میں عرض کرتاہوں کہ آپ دنیا کی Parliaments کی تاریخ اٹھا کر جب بھی دیکھیں گے تو کبھی نہ کبھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ جاپان میں وزیر اعظم کو جوتا پڑا۔ میرے پاس یہ تمام ڈب ہوئی فلمیں موجود ہیں میں بارہا ان کو دیکھتا رہتا ہوں۔ لیکن ان میں اور اس میں ایک فرق ہے۔ وہ انفرادی واقعات کبھی کبھی ہوتے ہیں۔ ان میں تسلسل نہیں ہوتا ان میں یہ aggression نہیں ہوتی اور پھر ایک اور بات بھی سمجھنے کی ہے کہ وہاں پر قائد حزب اختلاف باقاعدہ تربیت دے دلا کر لشکر کو لڑائی کرانے کے لیے کبھی بھی نہیں لانے۔ یہ پہلی بار ہے کہ وہ انہیں ٹریننگ دے کر کہ آپ نے کیا کرنا ہے کس طریقہ کار سے پوسٹر کس نے لانے ہیں حملہ کس نے کرنا ہے کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہے۔

اور کچرا کس طریقہ کار سے جناب صدر صاحب پر پھینکا ہے یا وزیر اعظم پر حملہ کس طریقے سے کرنا ہے۔ یہ بات دنیا کی چھ سو سال کی پارلیمانی کی تاریخ میں دیکھ لیں' کبھی نہیں ہوا۔ یہ ایک منفرد بات ہے۔ یہی بات سوچنے کی ہے اور یہیں سے لمحہ فکریہ شروع ہوتا ہے اور خصوصی طور پر ممبران قومی اسمبلی نے یہ دنگا فساد کیا اور کہتے ہیں کہ گھر میں لڑائی تو ہوتی رہتی ہے۔ اب گھر میں لڑائی بجا سہی ' وہ بھی قابل فخر بات نہیں ہے کہ جو گھر جھگڑالو ہوتا ہے ۔ لوگ اس کے ساتھ رشتہ نہیں کرتے ۔ جو گھر جھگڑالو ہوتا ہے اس کے پڑوسی اس سے خائف رہتے ہیں ان کا مکان نہیں بکتا ۔ اگر وہ خالی کر دیتے ہیں کوئی لیتا نہیں ہے ۔ یہ روایات ہیں ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ یہی لمحہ فکریہ کی بات ہے کہ قائد حزب اختلاف باقاعدہ ' باضابطہ تربیت کے ساتھ ایک سال سے روایتی طور پر وہ دنگا فساد گھر میں کرا رہا ہے ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ ایک منٹ اور' بات یہ ہے جب ہمارا ہاؤس ختم ہوا ' ہمارے تین معزز اراکین اسمبلی شاہد خاقان عباسی' اعجاز الحق' راؤ قیصر صاحب باقاعدہ نیچے سے آ کر انہوں نے اوپر گیلری میں polarization کی تھی۔ دو گروپ تھے۔ اور انہوں نے نیچے آ کر انہیں گالی گلوچ دی اور اوپر والوں نے انہیں گالی گلوچ دی۔ نیچے ان کے پاس لوہے کی ایک لاٹھی تھی۔ جس سے یہ انہیں کہہ رہے تھے کہ ہم اوپر آ رہے ہیں۔ I am witness to it. It has happened or it flared up the other party. بات یہاں سے سمجھنے کی ہے ۔ پارلیمانی سیکرٹیری جارج کلیمنٹ کو گلے سے پکڑ کر پھینکا۔ ناصر بیگ جو ہمارا ایم این اے ہے اس کو مارا۔ دس ڈنڈہ بردار ---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب ساتواں منٹ جارہا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آدھا منٹ اور' کہ سابق ڈپٹی سپیکر جو ہمارا اسلام آباد سے ایم این اے ہے اس کا سگا بھائی اور ایک ایم پی اے جو پنڈی کا ہے۔دس آدمی وہ ڈنڈہ بردار لے آئے ۔ وزیر اعظم کے دفتر میں گئے ۔ انہوں نے سینٹ کا دروازہ توڑا ۔ خورشید شاہ کے کمرے میں مارنے کے لیے گھسے اور راجہ نادر پرویز بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ بہرا رہے تھے کہ ہمیں کوئی مل جائے ۔ بس یہ چیز میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ' جناب سینیٹر محمد ظفر صاحب' شیخ صاحب ابھی

آپ کی کافی ضرورت ہے۔

Mr. Zafar Muhammad: BISMILLAH HIRRAHMA NIRRAHIM. Mr. Chairman, You may be concerned about the thin attendance in the House. I see seven on your left and 14 on your right.

Mr. Presiding Officer: I am trying to hold them in their seats.

Mr. Zafar Muhammad: This only depict............

Mr. Presiding Officer: I will name every learned honourabale Senator who leaves. I will name him.

تا کہ وہ ریکارڈ پر آ جائے۔ وہ پہلے چلے جا رہے ہیں۔

Mr. Zafar Muhammad: Now kindly see the importance attached to the issue. What I had expected was that on this matter of national importance and magnitude atleast every Senator, honourable Senate would try to be present in the House. If not to make the speech, to listen to the others.....

Mr. Presiding Officer: I will name every learned honourable Senator who leaves. I will name him.

تا کہ وہ ریکارڈ پر آ جائے۔ وہ پہلے چلے جا رہے ہیں۔

Mr. Zafar Muhammad.- Now kindly sir, see the importance attached to the issue. What I had expected was that on this matter of national importance and the magnitude, at least every Honourable Senator would try to be present in the House. If not to make the speech to listen to the others, what others have to say. Sir, what are we doing? Today, we are building up traditions,

and what happened on 14th of this month was another tradition established in continuation of the earlier traditions. I am not getting into the details of the incident. My learned Senators here have given the details. But I will confine myself to what happened in the House. It was the right of expression, what happened outside the House that certainly was not an extension of the right of expression. That could not have been allowed either by this side or by that side or jointly. It should have been condemned . Now sir, the essence of democracy, need I say is the tolerance. This has been claimed on both sides of the House, that we have been struggling for democracy for the establishment of democracy. We had been making sacrifices, we had been going to jails. Right, you have been doing that because we have witnessed during this short period and the rest of the period was a dark period of Martial Law. You had contributed your effort in wealth, in physique and otherwise. But Sir, what I find is that probably you have been fighting for the rule of democracy, but the will to defend democracy, I find missing. The will to defend democracy, I don't see. If there is a will to defend democracy then the attendance in the House would not be what it is. Then the incident of 14th of November, would not have occured.

But what occured on 14th of November that was a will to destroy democracy. The message which you are transmitting from the National Assembly outside was that probably you do not wish to defend democracy and probably that was the message given to a diplomatic corpse sitting here and probably that was a message given to somebody else to intervene as it has been happening in the past. If that was not the intention sir, now I call upon the House to resolve that we are capable of defending this system of democracy, the nation, and the country. Thank you, Sir.

سیدمسعود کوثر ۔ جناب چیئرمین آپ کا ممنون ہوں کہ مجھے بھی موقع دیا کہ آج کے اجلاس میں پیش کردہ اس قرارداد پر اس ایوان میں ' میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں ۔جناب والا چودہ نومبر کے واقعات پر میرے خیال میں ہر شخص کو جسے آئین قانون اور احترام آدمیت سے لگاؤ ہے اسے یقیناً ان واقعات پر دکھ ہوا ہے ۔ اور جو کچھ ہاؤس کے اندر ہوا ہے اور جو کچھ ہاؤس کے باہر ہوا ہے ۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کو اس پر خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ہم ان واقعات کو اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہوکر اپنی پارٹی وابستگیوں سے قطع نظرکرکے اس ملک کے آئین کے تقدس کے لئے اس ملک کی پارلیمنٹ کے تقدس کے لئے ہم اس نقطہ نظر سے دیکھتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت ہمارے قائد حزب اختلاف نے قرار داد پیش کی ۔ اگر وہ اس نقطہ نظر سے پیش کی جاتی تو شاید نہ اس ہاؤس کے اس طرف سے نہ اس طرف سے اختلاف کیا جاتا ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد آپ نے تجویز کی وہ درحقیقت انہی جذبات کی عکاسی کرتی ہے ۔ جناب والا ہمارے قابل احترام لیڈر آف دی ہاؤس نے خود دیکھا ہے ۔ اس دن جو کچھ ہوا اور جیسے اس طرف کے نمائندوں نے ' اس طرف کے ہمارے ساتھیوں نے بہت حد تک بڑی صاف گوئی سے یہ بات کی کہ اس میں اس طرف کے بہت سے ممبران صاحبان ' بہت سی پارٹیوں نے اس میں حصہ نہیں لیا ' سوائے مسلم لیگ (ن) گروپ کے اور وہ اٹھارہ بیس لوگ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اپنی پارٹی کی اکثریت کو بھی اس سے اتفاق نہیں تھا۔ اور چاہیئے یہ تھا کہ قائد حزب اختلاف اس بات کی مخالفت ' اس کی مذمت کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ باہر کے جو واقعات ہیں ان کی بھی مذمت کی جاسکتی تھی۔

جناب والا! ہمارے عام ممبران کو ایک یہ تاثر ملا ہوا ہے کہ یہ کسی بھی ممبر کا privilege ہے کہ وہ اس ہاؤس کے اندر جو کچھ بھی کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے۔ میں اس privilege کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں آئین کے حوالے سے ' اور میں یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی Member of the Assembly, whether he is a Member of the National Assembly or he is a Member of the Senate, he has only protection to the extent that he can speak اور اس میں بھی subject to the constitution, subject to the rules framed under the constitution اس لئے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ اٹھ کر

سپریم کورٹ کے superior judges پر الزامات لگا سکتا ہے this is violation of the constitution, this is violation of the rules of the business اس لئے یہ کہہ دینا اور جناب والا' میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر کوئی بھی جرم اگر وہ اسمبلی کے ہاؤس کے اندر بھی کسی شخص سے سرزد ہوتا ہے تو وہ اتنا ہی قانون کی گرفت میں آتا ہے جتنا کہ باہر کا آدمی آتا ہے۔ یہ نقطہ نظر بالکل غلط ہے کہ جناب اگر ہاؤس میں آ کر کسی نے کسی پر assault کر دی کسی کو زد و کوب کیا تو فوجداری قانون اس کے خلاف استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! کیوں اس طرف کے ایک معزز رکن نے کہا کہ حکومتی ممبران نے بڑے ضبط و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے تمام ممبران کو یہ ہدایت کی تھی کہ اس طرف سے جتنی بھی ہڑ بازی ہو آپ نے بڑے صبر و تحمل سے اس کا جواب دینا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سوائے اس کے ہمارے ممبران نے صدر صاحب کی ذات کو حملے سے بچاؤ کے لئے ان کے سامنے ایک دیوار بنائی تھی' کوئی ممبر ایسا نہیں ہے جس نے کوئی ایسی حرکت کی ہو جسے مجرمانہ حرکت کہا جا سکتا ہو۔۔۔جناب والا! مجھے امید تھی کہ اس طرف سے بڑے سنجیدہ' بڑے سینئر رہنما وہ یکطرفہ قسم کا فیصلہ نہیں دیں گے' وہ صرف ان واقعات کا ذکر نہیں کریں گے جو صرف باہر ہوئے ہیں۔ جناب والا! باہر کے آدمی کو تو آپ پھر بھی معاف کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ اس اسمبلی کا ممبر نہیں ہے' اس سے شاید اتنے high معیار کی توقع نہیں کی جا سکتی جتنی کہ اس ہاؤس کے ممبر کا معیار ہے اس کو لوگ پسند کریں گے۔ اس لئے یہ کہنا کہ باہر کے واقعات کو condemn کیا جائے اور ہاؤس کے اندر کے واقعات کو condemn نہ کیا جائے میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا کہ یہ ایک قسم کی اخلاقی دیانتداری نہیں ہو گی۔

جناب والا! صدر صاحب کے حوصلے کی میں داد دیتا ہوں کہ انہوں نے باوجود اتنی اشتعال انگیزی کے' باوجود اتنی مجرمانہ قسم کی activity کے' انہوں نے حوصلے سے بڑے تحمل سے اپنی تقریر مکمل کی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب اس ہاؤس کے اجتماعی شعور کی بات ہے کہ وہ کامیابی سے اپنی تقریر ختم کر کے چلے گئے۔

آخری بات جناب والا! باجوڑ ایجنسی کی بات کی جا رہی ہے۔ مجھے حیرانگی یہ ہے کہ اس ملک میں بعض چیزوں کا لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا لیکن اس پر تبصرہ کرتے ہیں----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ویسے شاہ صاحب اس وقت باجوڑ کا مسئلہ -----

سید مسعود کوثر ۔ نہیں سر اس کا بار بار کا ذکر کیا جاتا ہے اس لئے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے کہ جناب والا! باجوڑ ایجنسی میں کوئی ایسی بات نہیں تھی، شریعت پہلے بھی تھی، فاٹا ریگولیشن میں یہ provision تھی کہ اگر تمام فریق یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنا کوئی مسئلہ شریعت کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں ان کو پہلے بھی آزادی تھی یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ ان کو کوئی آزادی نہیں تھی۔ لیکن اس زمانے میں جبکہ ریاستیں اور وہاں پر شریعت کورٹ قائم تھیں۔ لوگ اتنے تنگ تھے کہ وہ شریعت کورٹ کی بجائے قاضی کورٹ کی بجائے عام فاٹا کورٹ کو بھی پسند کرتے تھے اور جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا آپ بھی وکیل ہیں کہ اسی مالاکنڈ ایجنسی کے ایک فیصد لوگوں نے بھی انہوں نے کبھی بھی اس قسم کی ضرورت محسوس نہیں کی، پہلے بھی شریعت تھی اب بھی اور انشا اللہ پاکستان پیپلز پارٹی کوئی لادینی جماعت نہیں ہے۔ اس کا بنیادی اصول ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ ہم نے اسلامی آئین دیا ہے۔ جتنی اسلام کی ہم نے خدمت کی ہے شاید ہی کسی اور سیاسی پارٹی نے کی ہو، اس لئے یہ غلط رنگ دینا کہ مذہبی جذبات کو ابھارنے کے لئے کہ جی پاکستان پیپلز پارٹی شریعت کی رکاوٹ میں لوگوں پر گولی چلا رہی ہے یہ غلط بات ہے۔ اس کے شواہد موجود ہیں کہ مالاکنڈ کے لوگ اس میں ملوث نہیں لیکن باہر کے عناصر اور کچھ ایسے لوگ جو اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اس میں جناب والا، وہ لوگ جو ہیروئین اور ڈرگ مافیا ہیں ان لوگوں کا ہاتھ ہے اس میں اس قسم کے elements ہیں اور اب انشاء اللہ آپ نے دیکھ لیا۔ کہ جب ان لوگوں کو کچل دیا گیا تو عام لوگوں کو کوئی پروا نہیں ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہاں پر امن ہو وہاں کے لوگ ترقی کریں اور وہاں پر اسلامی قوانین کے مطابق بھی فیصلہ کرنا چاہیں اس میں پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی حکومت بالخصوص صوبہ سرحد کی حکومت اس نے بارہا یہ اعلان کیا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب شاہ صاحب جناب سینٹر ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ شکریہ جناب چیئرمین آپ نے مجھے موقع دیا میں آپ کو اس منصب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ملک کے اندر عوام

نے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ اور اس ملک کے مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سیاسی کارکنوں کی بے شمار جدوجہد اور قربانیاں شامل ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے بارہ کروڑ عوام کی نظریں ان منتخب اداروں کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مسائل ان کے مصائب اور ان کی مشکلات کا حل ان منتخب اداروں کے ذریعے ہو' جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ملک کے بارہ کروڑ عوام چاہتے ہیں۔ دانش ور یہی چاہتے ہیں وکلاء یہی چاہتے ہیں۔ اور ہم سیاسی کارکن مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے' ہم سب کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم اس ملک کے اندر جمہوریت اور جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے کام کریں گے اور جمہوریت کی جڑیں مضبوط کریں گے۔ ظاہر ہے یہ بہت بڑا دعویٰ ہے اور اس دعوے کی تکمیل کے لئے سب کے تعاون کی ضرورت ہے ساری سیاسی جماعتوں کے تعاون کی ضرورت ہے جو اس ایوان کے اندر ہیں جو اس ایوان سے باہر ہیں۔ اور سیاست اور جمہوری جدوجہد میں یقین رکھنے والی تمام قوتوں کا تعاون درکار ہے۔

جناب چیئرمین صاحب' یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ہمارا ملک مسائل سے دوچار ہے' بے شمار مسائل ہیں۔ آئینی مسائل ہیں' سیاسی مسائل ہیں' معاشی مسائل ہیں' اقتصادی مسائل ہیں' یہ سارے مسائل اپنی جگہ ہیں مگر ان مسائل کے حل کے لئے ان منتخب اداروں کے علاوہ اور کوئی دوسرا چارہ کار ہمارے پاس نہیں ہے۔ منتخب ادارے اس وقت بہتر انداز سے کام کر سکتے ہیں جب ہم اداروں کے لئے اچھی روایات قائم کریں' اچھی اقدار کو اپنائیں' اور ایسی اچھی روایات کو پہنچنے دیں اس ملک کے اندر جو واقعی کسی ملک کے' معزز قوم کے شایان شان ہو۔ ٹھیک ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کی جڑیں کمزور ہیں یا جمہوریت کو کم خدمت کرنے کا موقع ملا۔ جمہوریت کی لمبی تاریخ نہیں' مگر جمہوریت کے لئے ہماری جدوجہد کی تاریخ ضرور لمبی ہے۔ اس کی قربانیاں بے پناہ ہیں اگر ان تمام قربانیوں کو اور اس تمام جدوجہد کو سامنے رکھا جائے اور اس کے ساتھ اپنے عوام کی مسائل کی طرف توجہ دیں۔ اس معزز ایوان کو متوجہ ہونا ہے۔

آج ہمارے پاس آٹھویں ترمیم کا مسئلہ ہے قومی خودمختاری کا مسئلہ ہے اقتدار اعلیٰ میں عوام کی بالادستی کا مسئلہ ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کی جگہ عوام کے اقتدار اور حاکمیت کا مسئلہ ہے۔ قومی وحدتوں کے درمیان بھائی چارے اور محبت کا مسئلہ ہے اور قومی وحدتوں کے اختیارات وسائل اور حاکمیت کا مسئلہ ہے'

قومی زبانوں کو تسلیم کرنے کا مسئلہ ہے' مہنگائی کا مسئلہ ہے بیروزگاری کا مسئلہ ہے' ملک کی معیشت کو آئی ایم ایف اور ورلڈبنک کے کنٹرول سے نجات دلانے کا مسئلہ ہے' ملک کے اندر دولت کی جو ایک مٹھی بھر (لوگ) لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں ان سے چھٹکارے کا مسئلہ ہے' استحصال کو ختم کرنے کا مسئلہ ہے' امن و امان کا مسئلہ ہے' فرقہ واریت کے خاتمے کا مسئلہ ہے' اور اس ملک کے اندر دانشور طبقے کو اس کا جائز مقام دینے کا مسئلہ ہے' تعلیم کا مسئلہ ہے' پینے کے پانی کا مسئلہ ہے' صحت کا مسئلہ ہے' علاج معالجے کا مسئلہ ہے' کس طرف ہم جا رہے ہیں۔ کتنے بے شمار مسائل کے باوجود اگر ہم اپنی توجہ چاہے حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف ہو' یا دوسری چھوٹی سیاسی جماعتیں ہوں سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔ جس طرح عوام ہم سے خدمت چاہتے ہیں اور کوئی بھی ملک اکیلے حزب اقتدار یا حزب اختلاف سے نہیں چل سکتا سب کو ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑ کر تعاون کرنے کی ضرورت ہے سوچنے کی ضرورت ہے۔

یہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہم سب کا آشیانہ جمہوریت ہے۔ جمہوریت کے بل بوتے پر ہی حزب اقتدار اور حزب اختلاف یا یہ اسمبلیاں نظر آئیں گی۔ اگر جمہوریت نہیں ہوگی جمہوری اداروں کا استحکام نہیں ہوگا' تو کہاں سے حزب اختلاف اور حزب اقتدار ہوگا۔ کہاں مل بیٹھ کر ایوانوں میں مسئلے حل کریں گے اگر جمہوریت نہیں ہوگی تو میری گزارش میری استدعا اس معزز ایوان سے ہے چاہے وہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف ہو ان کو اس کے لئے سوچنا چاہئے اور اس بات کا مصمم ارادہ کرنا چاہیے کہ ہم جمہوریت کی گاڑی کو چلنے دیں۔ کوئی بھی اقتدار میں ہو' چاہے اس طرف کا چاہے اس طرف کا جو آج حزب اقتدار میں ہے کل وہ حزب اختلاف میں بھی ہو سکتا ہے۔ جو آج حزب اختلاف میں ہے وہ کل حزب اقتدار میں ہو سکتا ہے۔ لیکن اس جمہوریت کو تو پروان چڑھنے دیں ان اداروں کے تقدس اور استحکام کا تو خیال رکھیں اگر ہم اس کا بھی خیال نہیں رکھیں گے اس درخت کا اس آشیانے کا تو کیسے ہم عوام کے مسائل حل کرنے کے قابل ہوں گے کیسے ہم اس ملک کے وقار کو آگے بڑھائیں گے۔ کس طرح سے ہم یہاں سرمایہ داروں جاگیر داروں کی بڑے بیوروکریٹس کی اور نواب سردار یا جاگیر داروں کی بالادستی ختم کریں گے۔ کیسے ہم عوام کا راج لائیں گے۔ عوام کی تمام نظریں جمہوریت کی طرف لگی ہوئی ہیں ان اداروں پر عوام کی نظریں ہیں۔ تمام ملک کے عوام یہ چاہتے ہیں ان کی یہ دلی خواہش ہے وہ اس کے لئے قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہیں کہ ان اداروں کو کام کرنے دیں۔ اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ رویہ میں مناسب تبدیلی آنی چاہئے۔

پہلے میں حزب اقتدار سے عرض کروں گا کہ وہ جو گرفتاریاں ہیں یا یہ جو سننے میں آتی ہیں کسی بھی شکل میں اگر کسی بھی حکومت کی کارروائی انتقام کے حوالے سے نظر آتی ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اس کی ان کو ضرورت نہیں ہے کہ سیاسی کارکنوں کو یا اسمبلیوں کے نمائندوں کو وہ گرفتار کریں۔ اس سے حکومت کی کوئی شان نہیں بڑھتی ہے۔ ایسے تمام اقدامات سے اجتناب کیا جائے جن سے انتقام کی بو آتی ہو' اور حزب اختلاف کے لئے میں عرض کروں گا کہ ان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے یہ میں کہتا ہوں کہ یہ خوش قسمت ایوان ہے کہ اس میں اتنی بڑی حزب اختلاف ہے۔ آج تک اس ملک کی تاریخ میں ون مین ون ووٹ کی بنیاد پر اتنی بڑی حزب اختلاف نہیں آئی۔ ان کے لئے بہترین موقع ہے کام کرنے کا' حکومت کی کارکردگیوں کو بے نقاب کرنے کا' جو اچھے کام ہیں ان کی تعریف کرے اور جو برے کام ہیں ان کو بے نقاب کرے' فیصلہ عوام پر چھوڑیں۔ یہ تو نہ ہو کہ ہم اسمبلیوں کو چلنے نہ دیں گے۔ اداروں کو چلنے نہ دیں، حکومت کو چلنے نہ دیں۔ اس سے تو مسائل کم نہیں ہونگے اور بڑھیں گے اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس کی ابتدا ٹھیک ہے غیر جماعتی انتخابات سے ہوئی۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ کہ اس کی بسم اللہ ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ جنہوں نے بسم اللہ کی میری بھی ان سے درخواست ہے کہ بس کریں اس کو چلنے دیں اس طریقہ کار کو اس نظام کو ان جمہوری اداروں کو چلنے کے لئے ان کو موقع دیں ٹھیک ہے آپ اختلاف کرتے ہیں ، حکومت غلط کر رہی ہے ، جیبیں بھر رہے ہیں ، بھئی جیبیں تو اس ملک میں سب بھرتے ہیں ، غضب تو خدا کا یہ ہے کہ آج تک اس ملک کے اندر بے لوث قیادت نہیں آئی ہے ' میں بر ملا کہتا ہوں کہ جو بھی آتے ہیں جیبیں بھرتے ہیں یہ لوٹ مار تو ادھر عام ہو گئی ہے ' اور لوٹو' اور لوٹو ' بہرحال اس لوٹ کھسوٹ کو روکنے کا بھی ایک طریقہ ہے' وہ بھی یہ ادارے ہوں گے اور اداروں کے ذریعے ہی اس کا علاج ڈھونڈا جا سکتا ہے ۔ ٹھیک ہے حزب اختلاف کہتی ہے کہ ہم نے nine point programme دیا' میں معذرت کے ساتھ ' بڑے ادب کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اس nine point programme میں کوئی عوام کا مسئلہ ہے ' نہ مہنگائی کا مسئلہ ہے ' نہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے ' نہ آٹھویں ترمیم کا مسئلہ ہے نہ قومی خود مختاری کا مسئلہ ہے ، بس یہی ہے بھئی آپ چلے جائیں ' یہ چلے جائیں' وہ چلے جائیں' بس صاحب پھر نیا الیکشن ہو ۔ بھئی کتنی دفعہ نئے الیکشن کرو گے ' خدا کے بندے 85 ، سے لے کر 93 ، تک آٹھ سال میں چار انتخابات ہونے ہیں ' کتنے انتخابات کریں گے۔ میری اس

معزز ایوان سے یہ استدعا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایوان کا تقدس سب کا فرض ہے ' ایوان کے اندر ' لوگ کہتے ہیں جی کہ اکثر جاپان کی اسمبلی میں ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ڈاکٹر صاحب بس اب وائنڈ اپ کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔آپ کی بہت مہربانی ' بس اب وائنڈاپ کرتے ہیں ' باتیں تو بہت ہیں ' بہرحال ہم مثال دیتے ہیں کہ جاپان اسمبلی میں ایسا ہوا' انڈیا اسمبلی میں ایسا ہوا ' فلاں اسمبلی میں ایسا ہوا ' کبھی کسی نے منصوبہ کر کے جھگڑا کیا ' ٹھیک ہے ممبران ہیں ' انسان ہیں ' اگر مشتعل ہو جاتے ہیں ٹھیک ہے ' یہاں تو ہم بدقسمتی سے جو باہر کی فضا ' ناراضگی کی' دوری کی ' کشیدگی کی ' حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی ' اس کا ہم یہاں اسمبلی میں اظہار کر دیتے ہیں ' ایسے اچانک کوئی بات ہو جاتی ہے تو پروا نہیں ' ہم سب بھائی ہیں ' ساتھی ایک ایوان میں کام کرتے ہیں ' لیکن اگر منصوبہ بندی کرکے آئیں کہ اس کو تقریر نہیں کرنے دینا ہے ' اس کو یہ نہیں کرنے دینا ہے ' اس سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ میں اس میں اس طرح سے عرض کروں گا کہ صدر کا جو منصب ہے وہ ہم سب کے لئے قابل احترام ہے ' تمام دنیا کے مسلمانوں کی جمہوری روایت میں ہے کہ جس پارٹی کے پاس سب سے زیادہ ووٹ ہوں گے اسی پارٹی سے صدر ہو گا ' بیشک اس کو ہم غیر جانبدار کہیں 'فرض کریں مسلم لیگ آج اگر برسراقتدار آتی ہے تو اپنا صدر لائے گی یا کسی اور کا لائے گی ' یہ تو عام بات ہے۔ صدارت کا جو عہدہ ہے یا ادارہ ہے اس کا احترام ہم سب پر لازم ہے اور ہمیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہئیے کہ 1977 ، کے بعد ایک سیاسی آدمی صدر منتخب ہوا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب اب نیا پوائنٹ نہ لائیں بیچ میں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔میں آپ کے توسط سے چند تجویزیں دوں گا جو تجویز آپ نے پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اچھی روایت کے لئے جو موشن لائیں اس میں اس بات کا بھی ہم سارے ممبران یہ عہد کریں کہ ہم اچھی روایات کی پاسداری کریں گے اور اپنی پارلیمانی پارٹیز کو کنٹرول کریں ' ان کی قیادت کو کنٹرول کریں ' لیڈرز کو کنٹرول کریں ' لیڈر ز بس جو چاہیں کریں یہ کون سی جمہوریت ہے ' ہماری پارلیمانی پارٹیز کو بھی اپنا رول ادا کرنا چاہیے ' اپنے اندر اجتماعی قیادت پیدا کرنی

چاہیئے تاکہ جمہوریت پروان چڑھے۔ بہت مہربانی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔بہت شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب نے اضافی وقت لینے کے لئے کچھ میری تائید شروع کر دی تو زباں بندی ہو گئی ۔ جناب سنیٹر سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر مجھے اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا ہے ۔ جناب والا یہ کتنے دکھ کی بات ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم ایوان میں بالا میں کھڑے ہو کر اپنی اسمبلیوں کے اندر ہنگامہ آرائی کا ذکر کر رہے ہیں ۔ یہ ہمارے لئے ، پوری قوم کے لئے ، اس نظام کے لئے باعث ندامت ہے ، یہ باعث فخر نہیں ہو سکتا کسی کے لئے بھی ۔ جناب والا آیئے ہم یہ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں جب الیکشن ہوتے ہیں ، الیکشن کے نتیجے میں جتنے ایوان وجود میں آتے ہیں ، ان کے اندر کیا ہوتا رہا ۔ اب ہم زیادہ پیچھے نہیں جائیں گے، ہم ۷۰ کو لیتے ہیں ، ۷۰ کے الیکشن میں جو ایوان وجود میں آیا ، جناب اس ایوان کے اندر بھی اس قسم کے واقعات ہوئے ۔ اس ایوان میں اس وقت کے حزب اقتدار نے حزب اختلاف کے J.U.I. کے لیڈر مولانا مفتی محمود صاحب کو ایوان سے ہی نکال دیا تھا۔ اس کے بعد جناب والا! ہم آتے ہیں ۱۹۸۵ء کے الیکشن پر ، اس میں اگرچہ کہ اپوزیشن نہیں تھی لیکن اسمبلی کے اندر چند لوگوں نے اپوزیشن کا رول ادا کیا۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۸ء کے الیکشن ہوتے ہیں اس کے بعد بھی اپوزیشن کا وہی رویہ ہوتا اور حزب اقتدار کا بھی وہی رویہ ہوتا ہے جو ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں تھا ۔

جناب والا! یہاں پر ایک چیز تمام اسمبلی میں ایک جیسی آ رہی ہے ۔ جناب والا! جب ۱۹۹۰ء کا الیکشن ہو جاتا ہے ۔ اس میں اپوزیشن اقتدار میں آ جاتی ہے اور اقتدار والی جماعت اپوزیشن میں جاتی ہے ۔ پھر وہاں پر آپ دیکھیں کیا ہوتا ہے ۔ پھر ہر اسمبلی کے بعد وہی روایات جو جھگڑے کی فضا ہے یہ خلیج زیادہ ہوتی جا رہی ہے ۔ اور اس الیکشن میں جو کچھ ہوا، ابھی جو کچھ ہم نے پارلیمنٹ میں دیکھا ۔سب سے بدترین شکل یہی تھی کہ ممبران کو ایوان کے اندر مارا جانے ، ممبران کو باہر مارا جانے۔ صدر کو روکیں کہ تقریر نہ کریں ۔ میرے خیال میں اپوزیشن کا یہ رویہ ٹھیک نہیں تھا ۔ اور حکومت نے اپوزیشن کے ساتھ جو کچھ کیا اس کو بھی داد نہیں دی جا سکتی۔

۔ اپوزیشن کے ممبروں کو جس طرح اندر کیا گیا ۔ جس طرح ان کو تنگ کیا گیا یہ بھی کوئی اچھی روایت نہیں ہے ۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ حالات یہاں تک آ گئے ہیں ۔ اب دونوں لیڈروں سے ' دونوں بڑی جماعتوں سے ہم جیسی جماعتوں کی گزارش ہے کہ خدا را ' اب ایک ایسا اسٹیج آ گیا ہے کہ اس کے بعد اور تباہی کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے ۔ اب خدا کے لئے اکھٹے بیٹھ کر ' اب کوئی نیا راستہ نکالیں ۔ جس طرح ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے ذکر کیا ملک کو کئی اور مسائل درپیش ہیں اور ہم یہاں آپس میں دست و گریباں ہیں ۔ مندوخیل صاحب نے جس طرح کہا کہ اخباروں کو اٹھا کر دیکھ لیں ' کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ فلاں پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے ۔ فلاں جگہ عوام کی خدمت کے لئے کام ہو رہا ہے ۔ یہی دیکھنے میں ملتا ہے کہ آج اتنے MNA گرفتار ہوئے ۔ اپوزیشن نے حکومت پر یہ الزام لگایا ۔ حکومت نے اپوزیشن پر یہ الزام ۔ اب خدا کے لئے ملک اس چیز کا متحمل نہیں ہوسکتا ۔ اب ہمیں دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہئے ۔ شکریہ جناب والا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، شکریہ جناب احسان شاہ صاحب ۔ اب جناب راجہ ظفر الحق صاحب ۔

سید اقبال حیدر ، جناب پہلے ہمیں بولنے دیں تاکہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف conclude کرلیں ۔

جناب چیئرمین ' میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ میں آج کے اس موضوع پر جو بحث ابھی تک ہوئی ہے اس میں جو نکات ہیں اتفاق کے ہیں ان پر زیادہ زور دینا پسند کروں گا بجائے یہ کہ اختلاف کی باتیں کروں ۔ اس میں دونوں جانب سے جناب چیئرمین! جو بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور جس پر کوئی دو رائے اور اختلاف نہیں ہے کہ ۱۴ نومبر کے دن جو واقعہ ہوا وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت واقعہ تھا اور ایسے واقعات نہیں ہونے چاہئیے تھے اور آئندہ بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئیے تمام لوگوں کا یہ نقطہ نظر ہے کہ وہ واقعات دوبارہ نہ ہوں ۔ لیکن جناب چیئرمین! اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ میں جمہوری اور منتخب ایوانوں کے وقار اور ان کی عزت اور احترام کے اوپر بھی زیادہ زور دینا چاہتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! ایوان میں اختلاف رائے

پر تلخی پیدا ہونا کوئی غیر معمولی یا غیر فطری عمل نہیں ہے ۔ تشدد قطعاً نہیں ہونا چاہیئے ۔ بالکل ہم نے ادب و احترام دکھانا ہے ۔ ہمیں -----

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

اس کے اوپر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے لازم ہے۔لیکن مجھے وہ debating ہاؤس بتا دیں جہاں پر کہ کبھی کبھی صبر و تحمل کا دامن ممبران ایوان چھوڑ دیتے ہیں۔میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان کی تردید کیوں نہیں ہوتی۔ کیوں ایک رجحان ہے ۔ میں اس رجحان کی مذمت بھی کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک عجیب سا رجحان معاشرے میں پیدا کیا جا رہا ہے دانستہ طور پر ایک انتہائی تضحیک آمیز رجحان۔ کہ اسمبلی میں عجیب عجیب کارٹون آتے ہیں عجیب عجیب تضحیک آمیز طریقے سے لطیفے بنائے جاتے ہیں۔

جناب ممبران اسمبلی کے بارے میں جس طریقے سے توہین آمیز رویہ اپنانے کا رجحان بڑھ رہا ہے ہمیں اس رجحان کو بھی روکنا چاہیے ۔ کیونکہ منتخب ادارے ہیں ان کی عزت بھی اتنا ہی فرض ہے ٹھیک ہے عزت کروانا بھی ہمارے اوپر لازم ہے ۔ لیکن جناب چیئرین! کیا مساجد میں لوگ کبھی دست و گریبان نہیں ہوئے خلفائے راشدین کے وقت سے لے کر آج تک کیا لاتعداد دست و گریبان نہیں ہوئے ہیں تو کیا اس طرح کے واقعات بار ایسوسی ایشن میں نہیں ہوتے جہاں جہاں بحث ہوتی ہے وہاں پر کبھی کبھی اس طرح کے تشدد کے واقعات یا غیر اخلاقی واقعات ظہور پزیر ہوتے ہیں کیوں بار ایسوسی ایشن کے خلاف اس طرح کا پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا ۔ مولویوں کے خلاف اس طرح کاتوہین آمیز پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا ۔ جب وہ دست و گریبان ہوتے ہیں عدالتوں کے اندر جب تلخی بڑھتی ہے تو جج صاحبان بنچ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو وہاں پر جو تلخیاں ہوتی ہیں اس کے بارے میں ' عدالتوں کے بارے میں تو یہ نہیں کہا جاتا ۔ کہ یہ تو اس قابل نہیں ہے ۔ یہ جناب عالی یہ صرف منتخب نمائندوں اور منتخب اداروں میں' توہین کے اوپر کیوں اتنا زور ہے یہ بھی ایک غیر جمہوری رجحان ہے جناب چیئرمین جس پر میں زور دینا چاہتا تھا ۔میں یہ نہیں کہتا کہ کہ ممبران اخلاقیات سے مبرہ ہیں قطعاً نہیں لیکن اتنا uncharitable attitude اتنا uncharitable reaction کہ جناب ممبران اسمبلی کوئی اوپر سے آئے ہوئے کوئی فرشتے یا کوئی دیگر مخلوق تھوڑی ہیں ۔ وہ اسی سوسائٹی کا حصہ ہیں جس سوسائٹی میں ہم رہ رہے ہیں ان میں غلطیاں ہوتی ہیں چاہے وہ حزب اختلاف سے ہوں چاہے

حزب اقتدار سے۔ میں اس میں نہیں پڑ رہا میں نے پہلے کہاں تھا میں اختلافی امور پر بات نہیں کروں گا۔ لیکن ہمارے لئے آج یہ لمحہ فکریہ ہے ہمیں معاشرے میں بھی اپنے ایوانوں کے وقار کے تحفظ کے لئے بھی مشترکہ طور پر سوچنا چاہیئے۔ اس رجحان کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیئے۔ اگر بار ایسوسی ایشن میں ہونے والے جھگڑوں کو معاشرہ نظرانداز کر سکتا ہے اگر مساجد کے اندر ہونے والے جھگڑوں کو معاشرہ نظر انداز کر سکتاہے اگر عدالتوں میں ہونے والے جھگڑوں کو معاشرہ نظر انداز کر سکتاہے تو ممبران اسمبلی اور منتخب اراکین کو بھی معاف کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ایسا کوئی بڑا گناہ نہیں کیا جو قابل معافی نہ ہو۔ ہم خود اپنے رویہ کو درست کریں گے اس رجحان کو بھی روکنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! میں صرف یہ مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔اس کے علاوہ ایک نکتہ اور اس میں، میں نہیں جاؤں گا کہ کس نے کیا کیا نہیں کیا۔جو کچھ بھی ہوا بہت افسوس ناک ہوا۔ صدر مملکت کو خطاب کرنے سے روکنے کی کوشش کی گئی۔ انتہائی افسوس ناک اور غیر آئینی فعل تھا۔ پرائم منسٹر کے اوپر بے نظیر بھٹو صاحبہ پر ممبران حملہ آور ہونے کی کوشش مسلسل کرتے رہے انتہائی شرم ناک اور قابل مذمت بھی ہے۔ اب اختلافات کس حد تک جا رہے ہیں اس کے لئے کوئی لائحہ عمل بتایئے۔ آیئے کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم آئندہ کوئی ایسا واقعہ نہ ہونے دیں اس کے لئے میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ اس کے لئے لائحہ عمل بنائیں۔ اس کے لئے طریقہ وضع کریں کہ ان اختلافات کو جمہوری طریقہ سے حل کرنا چاہیئے اور میں، چیئرمین سینٹ اور اسپیکر نیشنل اسمبلی دونوں سے درخواست کرتا ہوں حکومت کی جانب سے آپ بلائیں حزب اختلاف کو بھی بلائیں اور حذب اقتدار کے نمائندوں کوبھی بلائیں اور دونوں سے پوچھیں کہ آخر اختلافات کی آخر وجہ کیا ہے۔ اور وہ کون سا اختلاف ہے جو کہ آپ مذاکرات کے ذریعے سے حل نہیں کر سکتے اور آپ کیوں نہیں آپس میں ایک ٹیبل پر بیٹھتے۔ آخر جب ہم حزب اختلاف میں تھے جناب چیئرمین تو ہم نے مذاکرات کا دروازہ کبھی بند نہیں کیا۔ ۹۔ نومبر ۱۹۹۰ سے لے کر ہم نے اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کیا۔ جنوری فروری، مارچ ۱۹۹۱ میں اس کے بعد ۹ اپریل کو آپ کے بھی اس agreement میں دستخط ہیں جو آپ نے اس وقت کی حکومت سے کیا۔ اس کے بعد بھی آخر وقت تک جون ۱۹۹۳، میں کمیٹی بنائی گئی حکومت کی جانب سے جب نواز شریف صاحب کی حکومت بحال ہوئی، ہم اس کی کمیٹی میں بیٹھنے کے لیے گئے۔ پی ڈی اے کی

جانب سے ہمارا وفد گیا۔ کیوں کہ ہم جمہوریت پسند ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوری مسائل اور سیاسی حل صرف اور صرف مذاکرات کے ذریعے سے ہیں اس لیے ہم نے نواز شریف صاحب کا وہ دعوت نامہ قبول کیا جو انہوں نے اپنی حکومت کی بحالی کے بعد دیا تھا اور پی ڈی اے کا ایک گروپ جس میں بھی تھا، خورشید قصوری تھے، واسطی صاحب تھے، ادھر سے اجمل خٹک صاحب، غوث علی شاہ صاحب تھے اور مجید ملک صاحب تھے۔ ہم لوگ بیٹھے مذاکرات کی ٹیبل پر، ہم نے کیا۔ پھر نیشنل اسمبلی کی بھی ایک کمیٹی بنی تھی جس نے کہ آئین کا revision کیا، پھر بھی بیٹھے ہیں ہم۔ باوجود اس وقت کے تمام اختلافات کے، ہم نے مذاکرات کا دروازہ بند نہ کر کے ہم نے ثابت کیا کہ ہم جمہوریت پسند ہیں، ہم جمہوری اداروں کو چلانا چاہتے ہیں اور جمہوری اداروں کی تقویت اور ان کا احترام بڑھانا چاہتے ہیں اس لیے مذاکرات سے ہم نے کبھی اجتناب نہیں کیا اور آج بھی ہم سپیکر سے بھی اور چیئرمین سینٹ سے بھی یہ اپیل کرتے ہیں کہ آپ بلائیں دونوں کو، بٹھائیں اور مذاکرات کے ذریعے سے اختلافات کو ختم کرائیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ جناب Law Minister صاحب۔ جناب قائد حزب اختلاف۔

راجہ محمد ظفرالحق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین، پیشتر اس کے کہ میں اپنی وہ گزارشات پیش کروں جو اس تحریک کی بنیاد تھیں۔ سب سے پہلے تو میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ذرائع ابلاغ جو حکومت کے ماتحت ہیں وہ اس House کی proceedings کو منصفانہ طور پر project نہیں کر رہے ہیں۔ اور اتنا غیرمنصفانہ، اتنا یکطرفہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ جو نہ آئین اجازت دیتا ہے نہ اخلاق اجازت دیتا ہے، نہ جمہوری طرز عمل اجازت دیتا ہے۔ ان کی ساکھ تو پہلے بھی اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن اس وقت ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے کہ ان کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہو گئی ہے اور خبرنامہ ہو یا کوئی اخبار۔ ایک مخصوص صحافی کو روزانہ ایک مزدوری پر لگایا گیا ہے وہ اس قدر قومی زندگی میں زہرگھول رہے ہیں کہ اس کا منفی اثر ہے کہ خود حکومت کے لیے جن ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ اعتراضات صرف میرے سننے کے نہیں ہیں یہ جو فرما رہے ہیں Leader of the Opposition

راجہ محمد ظفرالحق ۔ جن لوگوں کے ذہن کم از کم ابھی تک کھلے ہوئے تھے کہ وہ

حکومت کی بات بھی سن لیتے تھے اس طرزعمل نے ان کے کان بھی بند کر دیئے ہیں کیونکہ وہ اب متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر آزاد اخبارات منصفانہ طور پر projection نہ دیتے رہتے تو حزب اختلاف کی کوئی بات بھی سامنے نہ آتی۔ اس کی تازہ مثال میں آپ کو اسی debate کی دیتا ہوں کہ جس دن یہ debate شروع ہوئی اس دن ٹیلیویژن نے یہ اعلان کیا ' بحث تو ہو رہی تھی اس Adjournment Motion پر جو میں نے پیش کی تھی لیکن ٹیلیویژن نے یہ کہا کہ حزب اقتدار کے ارکان نے حکومتی پارٹی کے ارکان نے ایک قرارداد پیش کی ہے جس پر بحث ہو رہی ہے۔ بحث کے پہلے مقرر تو ہمارے عبدالرحیم مندوخیل صاحب تھے ۔ لیکن ان کا نام ہی سرے سے حذف کر دیا گیا۔ he was the first speaker اور ایسا تاثر دیا گیا جو کچھ کہا جا رہا ہے دوسری طرف سے ہی کہا جا رہا ہے لیکن اس کا کوئی نوٹس لینے والا نہیں ہے۔ اس لیے یہ ایک ایسا طرزعمل ہے جو مفاہمت کی طرف نہیں لے جاتا ۔ جو ماحول کو بہتر کرنے کی طرف نہیں لے جاتا جہاں اور بہت ساری چیزیں ہیں وہاں یہ عمل بھی جاری ہے اور یہاں آج عجیب مثالیں دی جاتی ہیں اور جب میں نے یہ کہا تھا کہ آج Debate کو conclude کردیں تو معزز وزیر قانون نے یہ کہا کہ میں تقریر کروں گا جس سے آپ کی تقریر بن جائے گی اور یقیناً جب انہوں نے جب یہ بات کہنی شروع کی کہ یہ باتیں تو ہر ایک ایوان میں ہوتی ہیں اور وکلاء بھی لڑتے ہیں اور مساجد میں بھی لڑائیاں ہوتی ہیں اگر ایوان میں ایک دوسرے کو مارا گیا اور اس کے باہر مارا گیا تو کیوں اس کو زیادہ project کیا جاتا ہے اس کی منطق مجھے سمجھ نہیں آئی ۔ یا تو اس کے پیچھے ایک خاص ذہن کار فرما ہے کہ ایسی باتیں ایک نارمل چیزیں ہیں ۔

میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ کسی بھی ادارے میں اگر تہذیب کے دائرے کے اندر رہ کر لوگ اپنا کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہیں کر سکتے تو افسوس ناک بات ہے لیکن سب سے زیادہ جو افسوس ناک ہوتا ہے وہ یہ کہ منتخب اداروں کے بارے میں لوگوں کی قدر ' ان کے ساتھ جو توقعات وابستہ ہوتی ہیں جس مقصد کے لئیے یہ ادارے بنے ہیں اگر وہ کام پورا نہ کرسکیں یا ان کا طرز عمل ان کے معیار کے مطابق نہ ہو تو یقیناً اخبارات میں بھی اس پر تنقید ہو گی لوگ مجلسوں میں بھی بیٹھ کر تنقید کریں گے اور یقیناً اس دکھ کا بھی اظہار کریں گے اور یہ ان کا حق بنتا ہے ورنہ اگر یہ conspirecy of silence کر لی جائے کہ جو بھی کوئی کچھ کہہ رہا ہے جو بھی کوئی کچھ کر رہا ہے جس طریقے سے بھی کوئی کسی کو ذلیل کر رہا ہے اگر وہ ہو

رہے تو اس پر کوئی بھی آواز نہ اٹھائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار پھر اپنا فریضہ پورا نہیں کررہے ہوں گے پھر intellectual اپنا فریضہ پورا نہیں کر رہے ہوں گے پھر سیاستدان جو کہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا طرز عمل نہیں ہونا چاہیے وہ اپنا فریضہ ادا نہیں کر رہے ہوں گے ۔ اس لئیے میں تو داد دیتا ہوں ان ارکان کو خواہ اس طرف سے ہوں یا اس طرف سے ہوں جنہوں نے دکھ کا اظہار کیا جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا کردار ان معاملات سے بالا تر ہونا چاہیے چونکہ ہمارے اوپرجو ذمہ داری ہے وہ مختلف قسم کی ہےہمیں وہ ذمہ داری پوری کرنی ہے جو کوئی اور نہیں کر سکتا جس کے لئے ہم بٹھائے جاتے ہیں ایک قوم کو lead کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اس کے لئیے جذبات کی قربانی دینی پڑتی ہے اس کے لئے مال کی قربانی دینی پڑتی ہے اس کے لئیے اپنے سکون اور آرام کی قربانی دینی پڑتی ہے ورنہ قیادت اور نمائندگی کا یہ معنی تو قطعاً نہیں ہوتا اور کبھی بھی یہ تصور نہیں ہوا کہ کوئی آدمی صرف پریویلیج کے اوپر اور عزت افزائی کے اوپر ہی سارا زور لگا دے اور جو اس کے اوپر فرائض ہیں اس کو دیکھنا بند کر دے ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کیا حالت ہو گی اس معاشرے کی اگر یہ بالکل الٹ جائے یہ تصور ہی اور صرف یہ رہ جائے کہ مجھے اس عہدے اور اس پوزیشن سے کیا ملتا ہے اور یہ کوئی نہ سوچے کہ مجھ پر جو ذمہ داری عائدہوتی ہے اگر کسی صوبے کی نمائندگی کوئی سینیٹر کرتا ہے جیسے تمام سینیٹرز ایسا کرتے ہیں اور یہاں بیٹھ کر پھر پوری قوم کے بارے میں سوچنا پھر ان کا فرض ہے اور پھر ایک ایسا ماحول پیدا کرنا جس سے آپ کی آئندہ نوجوان نسل ایک سبق حاصل کرے کہ نمائندوں کا یہ کردار ہونا چاہیے یہ ان کا طرز عمل ہونا چاہیے حکومت کو یہ کرنا چاہئے اپوزیشن کو یہ کرنا چاہئے تو اس کے بغیر آپ تربیت نہیں کر رہے آپ بجائے فائدے کے نقصان کا باعث بن رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تنخواہیں لے کر آپ قوم کا اخلاق اور اس کا مزاج بگاڑ رہے ہیں اور یہ بات بڑی نقصان دہ ہوتی ہے اس کا نتیجہ آج بھی سامنے آتا ہے اور پھر کئی سال تک اس کے نتائج سامنے آتے رہتے ہیں ۔ اس واقعہ پر میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں بعض ارکان نے اس طرف سے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے اور اس طرف سے بھی بات کا اظہار ہوا ہے کہ یہ کوئی isolated واقعہ نہیں ہوا یہ تو طرز عمل کا جھگڑا ہے اور اس میں وہ تصور بھی آ جاتا ہے کہ جمہوریت جمہوریت ہم لوگ کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں جی کہ جمہوریت کے لئیے فلاں نے زیادہ قربانی دی یا فلاں نے قربانی دی لیکن جمہوریت اتنی بڑی قربانیاں نہیں مانگتی ۔

میں سمجھتا ہوں اگر تھوڑی سی یہ قربانی کر دی جائے کہ دوسرے کی بات سن لی جائے ۔ برداشت کر لیا جائے یہ بڑی قربانی ہے ۔ بہ نسبت جیل میں جانے کے یا کوڑے کھانے کے یا خون بہانے کے ۔ پھر یہ چیز جمہوری اداروں کو زیادہ تقویت پہنچا سکتی ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہو تو میں اگر ۲۰ دفعہ جیل میں چلا جاؤں تو اس کا میری قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ اگر کوئی میرا خون بہا دے اور میں کسی کا خون بہا دوں اس سے قوم کے کوئی مسائل حل نہیں ہوں گے لیکن اگر اشتعال انگیزی کے مقابلے میں میں تحمل سے کام لیتا ہوں ۔ میں اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہوں تو میں اپنے لئے بھی بہتر کر رہا ہوں ۔ اس ملک کے لئے بھی بہتر کر رہا ہوں۔ جمہوری اداروں کے لئے بھی قربانی دے رہا ہوں ۔ یہ بڑی قربانی ہے ۔ اس سے ہم لوگ عاری ہو گئے ہیں ۔ برداشت کا معیار اتنا نیچے چلا گیا ہے کہ یہ بالکل برداشت کرنے کو تیار نہیں ۔ اب اس معاملے میں لوگ کہتے ہیں کہ اب میرے بھائی جہانگیر بدر صاحب نے یہ کہا کہ اس قرارداد میں یہ تذکرہ کیوں کیا گیا کہ ہم نے ریلی نکالنی تھی ۔ ہم نے تو صدر صاحب کو مبارک باد دینی تھی کہ وہ منتخب ہوئے تھے ۔ صدر صاحب کوئی 14 تاریخ کو منتخب نہیں ہوئے تھے ۔صدر صاحب کو منتخب ہوئے تو ایک سال ہو گیا ہے اور اس انتخاب کے بعد تو آپ ان کو کئی بار مبارک باد دے چکے ہیں ۔ اس دوران کئی اجلاس ہو چکے ہیں ۔ آپ نے پہلے تو کوئی ریلی نہیں نکالی ۔ صرف اس اجلاس کے بارے میں کہ جس اجلاس کے بارے میں یہ شور مچا ہوا تھا کہ صدر صاحب مشترکہ اجلاس کو کیوں خطاب نہیں کر رہے ہیں اور ادھر سے یہ کہا جا رہا تھا کہ خدشہ یہ ہے کہ شاید وہ عمل دہرایا جائے ۔ جو ایک سال پہلے ہوا تھا کیونکہ انسان کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نے دوسروں سے کیا ہوا ہے ۔ شاید وہ طرز عمل میرے ساتھ بھی اختیار کیا جائے تو اس خدشے کے پیش نظر اجلاس نہیں ہو رہا تھا ۔ اپوزیشن ریکوزیشن دے کر اجلاس بلاتی ہے پھر وہاں ہنگامہ ہو جاتا ہے تو صدر صاحب کے خطاب کو تو لانا ایک آئینی ذمےداری تھی اس کے لئے بھی ہم نے کہا کہ آج صدر ہاؤس میں ' آج وزیراعظم ہاؤس میں : آج اسلام آباد کی انتظامیہ بیٹھی ہوئی تھی اور یہ سارے لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ اس اجلاس کے لئے کیا تیاری کی جائے ۔ اب اس کیفیت میں لوگوں نے خدا معلوم ان کے ذہن میں کیا ڈال دیا کہ پھر ایسی تیاریاں شروع ہوگئیں ۔ جس کا نتیجہ ۱۴ نومبر کو نکلا

یعنی کھلے ذہن سے وہ اجلاس کو خطاب نہیں کرنے آئے اور حکومتی پارٹی بھی نے دیکھا کہ کس طریقے سے انہوں نے اس سابقہ سال کے تجربے کے پیش نظر تمام ہاؤس کے مائیک بند کر دیئے ۔ آپ دیکھتے ہیں کہ علیحدہ تاریں کارپٹ کے باہر بچھی ہوئی تھیں اور صرف دو مائیک کھلے ہوئے تھے ۔ ایک سپیکر کا اور دوسرا صدر کا ۔ یہ کس کے پیش نظر تھا ۔ اسی بات کے پیش نظر تھا کہ جو اپوزیشن بات کہے گی ، کوئی آدمی کھڑا ہو کر تقریر کر دے گا ، کوئی پوائنٹ اٹھا دے گا ۔ وہ بھی ریکارڈ پر چلا جائے گا ۔ اس لئے صرف دو مائیک کھولے گئے اور باقی سارا سسٹم بلاک کر دیا گیا اور اس سے پہلے پھر یہ کیا گیا کہ ایک ریلی پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر نکالی جائے ۔ صدر ہاؤس کے باہر نہیں ان کو مبارک باد دینے کے لئے ایک سال کے بعد ۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے گیٹ کے اوپر کی جائے تاکہ جو اپوزیشن کے ارکان آتے ہیں ۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اندر کچھ ہوا تو اس کا رد عمل باہر سامنے آ جائے گا ۔ ان کو خوف زدہ کرنے کے لئے جو کبھی نہیں کیا جاتا اور اس پر کبھی کسی نے دوسرے دن ،تیسرے دن رد عمل کا اظہار نہیں کیا ۔ نہ صدر نے کہا کہ مجھے اس ریلی کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ مت کریں نہ وزیراعظم نے کہا کہ آپ یہ ریلی مت نکالیں ۔ ہم نے کوئی اخبار میں نہیں پڑھا ، کوئی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نہیں دیکھا ۔ ایک چیز کا اظہار ہوا کہ ہم ریلی کریں گے اور وہ ٹی۔ وی پر دکھایا گیا national media پہ دکھایا گیا اور اس میں جہانگیر بدر کو دکھایا گیا اور اس میں دوسرے لوگوں کو دکھایا گیا اور بڑے غصے کے انداز میں وہ کہہ رہے تھے کہ ہم ریلی نکالیں گے ۔وہ کوئی مبارک باد والے چہرے نہیں تھے ۔ وہ خشونت والے چہرے تھے ۔ وہ نفرت کرنے والے چہرے تھے۔ وہ غصے والے چہرے تھے اور اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ کیا کرنے چلے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جب یہ محسوس کیا گیا کہ اپوزیشن سے زیادتی کی جائے گی۔ باہر تحفظ کا انتظام نہیں ہو گا۔ انتظامیہ نے اس کی تردید نہیں کی ، صدر نے نہیں کی، وزیراعظم نے نہیں کی ، وزیر داخلہ نہیں کی ۔ پیپلز پارٹی کے Secretary General نے نہیں کی جو پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور کسی آدمی نے نہیں کی کہ نہیں ہم ایسی حرکت نہیں کر سکتے ۔تو پھر اپوزیشن اس سوچ پر مجبور ہوئی کہ اگر وہ آدمی لا رہے ہیں اور ہم اگر بالکل اکیلے اس ماحول میں جائیں گے تو باہر توہین ہو سکتی ہے ،باہر بےعزتی ہو سکتی ہے ۔

اس کے بعد پھر کیا ہوگا ؟ بحثیں ہوں گی، مذاکرات ہوں گے اور لوگ کہیں گے جی اس پر مٹی ڈالو اس کو بھول جاؤ ۔ دوسری بات کرو توہین ہونے کے بعد، خرابی ہونے کے بعد، تو پھر انہوں نے بھی درخواست دے دی کہ ہمیں بھی اجازت دے دی جائے کہ اگر تحفظ کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے تو ہم بھی اپنے آدمی ساتھ لائیں جو باہر کھڑے رہیں کسی ایسی صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے ۔ اس کے بعد خیال آیا کہ اگر انہوں نے بھی کیا تو ممکن ہے پھر پارلیمنٹ کے باہر جھگڑا اور فساد ہو جائے تو اس لیے پھر انتظامیہ نے یہ لکھ کر دیا ۔ جس کو میں نے خود پڑھا کہ ہم نے آپ کی اس درخواست کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ نہ ان کو اجازت دیں گے ۔ نہ آپ کو اجازت دیں گے ۔ وہ خط لکھ کر دیا گیا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے، پھر اس کو تبدیل کر دیا گیا پھر بجائے باہر کے ہاؤس کے اندر، یہ خبر بھی ٹیلی ویژن پر آئی ۔ اقبال حیدر صاحب ! ٹیلی ویژن پر خبر آئی کہ جتنے passes سپیکر نے دیئے ہوئے تھے ، سپیکر کے دفتر نے اس اجلاس کے لئے جاری کیے ہوئے تھے کیونکہ اس اجلاس کے لئے بہت لوگ انتظار کر رہے تھے ، عام لوگ اسے دیکھنا چاہتے تھے ۔ خود اندر بیٹھ کر سننا چاہتے تھے ، وہ سارے passes منسوخ کئے جاتے ہیں اور صرف وہ لوگ اجلاس دیکھنے اندر آ سکیں گے جنہیں خصوصی طور پر invitations دی جائیں گی ۔ اور آپ بالکل ٹیلیویژن کے بلیٹن کا transcript منگوا کر دیکھ لیں ۔ اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے ، لوگوں نے اس کو ریکارڈ بھی کیا ہوا ہے جس میں یہی کہا ہوا تھا کہ تمام passes منسوخ کئے گئے۔ جس کے نتیجے میں ، بعد میں سپیکر نے کہا، (He is on record) جو اخباروں میں چھپا ، کہ میں نے ان کو منع کیا تھا کہ ایسا نہ کریں۔ جب یہ واقعہ ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے منع کیا تھا کہ ایسا نہ کریں ۔

میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جو کچھ سپیکر نے کردار ادا کیا وہ ایک اعلیٰ پیمانے کا کردار تھا ۔ وہ بہتر کردار تھا اور ان کا یہی کردار ہونا چاہیے تھا ۔ ایک سپیکر کا premises کے اندر ، ارکان کی عزت و احترام اور ان کو سہولت سے لانا ، اس کا فرض بنتا ہے اور ان کی حفاظت اس کا فرض بنتا ہے اور اس سارے ماحول کو ایک صحیح طریقے سے conduct کرنا اس کا فرض بنتا تھا جو اس نے صحیح طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کی لیکن اسے نہیں کرنے دیا گیا ۔ پھر یہ کس نے کیا ۔ اگر سپیکر passes جاری کرتا ہے اس کا عملہ جاری کرتا ہے ، تو یہ پھر کس نے کیا اور کیوں کیا ؟ وہ کون سی اتھارٹی تھی ؟ کون سا ادارہ تھا؟ کون شخص تھا جس

نے یہ سپیشل پاسسز جاری کرکے ان لوگوں کو بلوایا جنہوں نے پہلے باہر ہونا تھا پھر ان کو اندر لایا گیا ' کیوں ؟ کس نیت سے ؟ جب آپ کسی آدمی کو پورا دعوت نامہ دے کر اسے اندر لائیں گے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اب میرا فرض کیا بنتا ہے؟ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اب کیا کرنا ہے ' پھر وہ اس طرف نہیں دیکھتا کہ یہاں کا ماحول کیا ہے ۔ جناب والا! آپ کو علم ہے کہ گیلریز کے اندر بیٹھے ہوئے لوگ ایوان کے اندر جو کارروائی ہو رہی ہو اسے صرف آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں 'کانوں سے سن سکتے ہیں ' وہ کسی کی اچھی بات کے اوپر clap بھی نہیں کر سکتے ' کسی کی غلط بات کے اوپر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تم غلط کہہ رہے ہو ۔ یہ ایوان کا ایک تقدس ہے جو صدیوں کی محنت اور کوشش کے بعد بنا ہے ۔ اور وہاں جو عملہ کھڑا کیا جاتا ہے ' آپ نے British Parliament کو بھی دیکھا ہوگا اور دوسری جگہوں پر بھی دیکھا ہوگا کہ گیلریوں کے اندر لوگوں کو یہ سمجھایا جاتا ہے ان کو یہ لکھ کر دیا جاتا ہے کہ آپ نے اس کارروائی میں صرف spectator کے طور پر بیٹھنا ہے اور خاموشی سے بیٹھنا ہے ' میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ٹانگ کے اوپر ٹانگ رکھ کر بھی وہ کہتے ہیں کہ پاؤں اسمبلی کی طرف نہیں ہونا چاہیے ۔ جوتے کا رخ اس طرف نہیں ہونا چاہیے یہ بھی تقدس کے خلاف ہے اور اگر ٹانگ کے اوپر ٹانگ بھی رکھ لی تو عملے کا آدمی آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ kindly put your foot down چہ جائیکہ لوگوں کو ایوان میں لایا جائے۔جب وہ شور مچانا شروع ہوئے ' گالیاں دینا شروع ہوئے تو کیاکسی نے ان کو روکا' کسی نے نہیں روکا ۔ کوئی ان کی طرف نہیں گیا اور پھر انہوں نے وہ کام کیا جس کے لئے وہ لائے گئے تھے ۔

کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ جی میاں صاحب کے والد صاحب کی گرفتاری کا آپ نے کیوں ذکر کر دیا ؟ اب آپ اندازہ فرمائیں کہا گیا ہے کہ کوئی ٹیکس کے معاملات تھے اور کچھ قرضے کے معاملات تھے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ٹیکسوں اور قرضوں کے معاملات صرف میاں نواز شریف کے والد کے ہی معاملات ہیں یا پاکستان میں کوئی اور بھی معاملات ہیں ۔ حکومت میں شامل لوگوں کے بھی معاملات ہیں اس میں سے کسی کو ہاتھ ڈالا گیا ہے ۔ کسی کو پکڑا گیا ہے ۔ کسی کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ آیا سارے آب زم زم میں دھوئے ہوئے کپڑے صرف حکومتی لوگوں نے پہنے ہوتے ہیں اور تمام الزامات صحیح طور پر صرف اپوزیشن کو ہی لگ سکتے ہیں اور وہ بھی اس ماحول کو ایسے حالات میں خراب کرنے کیلئے میں ڈاکٹر جاوید اقبال سے اتفاق کرتا ہوں

جب انھوں نے کہا کہ کسی نے بڑا غلط مشورہ دیا ہے اور کسی دشمن نے یہ مشورہ دیا کہ جب جائنٹ سیشن ہونے لگے تو ایک دن پہلے اس کے باپ کو گرفتار کر لو۔ کیا نکلا اس سے؟ ماسوائے خرابی کے، برائی کے لوگوں کی طرف سے ہر ایک نے اس پر نفرت کا اظہار کیا۔ ہر ایک نے افسوس کا اظہار کیا۔ ملک کے اندر سے بھی اور ملک کے باہر سے بھی اس وجہ سے کہ ایک بوڑھا آدمی، عمر رسیدہ آدمی، دل کا مریض اس کو ایسی حالت میں گرفتار کیا جاتا ہے اور گرفتاری کے دوران جو اس سے سلوک کیا جاتا ہے کہ وہ دو دن خون تھوکتا ہے۔ he vomits blood اور کوئی دوائی نہیں ہے اور کوئی علاج نہیں ہے لیکن جب کسی نے دیکھا کہ اس کی pulse irregular ہو گئی ہے تو پھر اس کو کمپلیکس ہاسپٹل میں لے جاتے ہیں اور جب ہمیں پتہ چلا کہ وہ وہاں آئے ہیں تو چھ سات آدمی ہم وہاں گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک ڈاکٹر تیزی سے باہر نکل آیا ہے ہم نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ the man is dying یہ مر رہے ہیں کیونکہ جو left ventrical ہے وہ سرکل کر رہا ہے یعنی جو دل کی حرکت ہے وہ regula نہیں ہے اس کو regular کرنا پڑے گا۔ مشین لگانی پڑے گی۔ پھر نرسز بھی دوڑیں، ڈاکٹر بھی دوڑے لیکن پھر بھی Prime Minister کا کیا بیان آتا ہے کس قدر callousness ہے۔ فرماتی ہیں کہ جی بوڑھا ہو جوان ہو لوگ مر جاتے ہیں پیدا بھی ہوتے رہتے ہیں یہ attitude ہے سربراہ حکومت کا۔ یہ معاملہ فہمی ہے۔ یہ مصالحت کی طرف قدم ہے۔ یہ میانہ روی ہے۔ اس کے پیچھے پھر پتہ لگتا ہے کہ اصل مقاصد کیا ہیں۔ کیا حکومت کا طرز عمل ہے؟ جمہوریت کی بات کرنا آسان ہے جمہوری طرز عمل اپنانا مشکل ہے۔

جمہوریت کس کا نام ہے؟ اس ایوان کا تو نام نہیں ہے ایک طرز عمل، ایک attitude کا نام ہے اور آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ وہ attitude کیا ہوتا ہے؟ وہ attitude دوسرے کی عزت کرنے کا ہوتا ہے۔ تا کہ وہ خود مجبور ہو جائے آپ کی عزت کرنے پر یہ تو نہیں ہوتا کہ آپ کا بس چلے تو اس کو قتل کر دیں اس کو مروا دیں اور پھر یہ کہیں کہ جی فلاں سی آئی اے میں بھی لوگوں کو لے جاتا رہا ہے اور چونا منڈی بھی اور تھانے میں بھی اور رات کو بھی اور دن کو بھی اس کا مطلب ہے کہ سرا سر انتقام ہے۔ یہ جو باتیں دہرائی جاتی ہیں پھر یہی سمجھا جائے گا کہ پھر وہی ۷۰ والی بات چل رہی ہے۔ ۹۰ والی بات نہیں ہے یہ پھر پہلے کی باتیں ہیں وہی طرز عمل ہے اور پھر اللہ تعالی کی تقدیر نہیں بدلتی اس کا

قانون نہیں بدلتا ۔ لاتبدیل لسنتہ اللہ وہ نہیں بدلتا پھر اگر یہ ہو گا پھر اس کا نتیجہ بھی وہی ہو گا جو اس وقت ہوا ہے ۔ اس کو کوئی نہیں بدل سکتا ۔ اس کے لکھے کو کوئی نہیں بدل سکتا ۔ اور جب گرفت ہوتی ہے تو میرا یہ ایمان ہے کہ انسان کسی کے اوپر گرفت نہیں کر سکتا ۔ اللہ تعالی نے کسی انسان کو اتنا powerful بنایا ہی نہیں ۔ اگر گرفت کرتی ہے وہ ذات تو پھر انسان کو پتہ لگتا ہے کہ گرفت کیا ہوتی ہے۔ انا بطش ربک لشدید پھر کوئی بچانے والا نہیں ہوتا۔ اس کی ہی گرفت اور اس کی پکڑ بڑی زبردست ہوتی ہے اس سے ڈرنا چاہیے انسانوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن انسان کا لحاظ کریں گے تو وہ خالق بھی آپ کا لحاظ کرے گا، آپ کے حالات کو درست کرے گا۔ آپ کے ذریعے سے اچھے اعمال کرائے گا۔ اس کے اچھے نتائج کے ساتھ آپ کو پھل بہتر دے گا لیکن اگر آپ اس کو بھول کر، اپنی اس کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے اقتدار کو سامنے رکھ کر، اگر آپ یہ کہیں گے میں نے جو مجھے اقتدار حاصل ہوا ہے اس کے ذریعے اپنے مخالفین کو دبانا ہے، ان کی تذلیل کرنی ہے۔ کوئی بھی، کسی طرف سے بھی کرے گا ایک پارٹی کا ہو یا دوسری پارٹی کا، کبھی بھی اس کے لئے یہ بات قابل قدر نہیں سمجھی گئی۔ کبھی کسی نے اس کو سراہا نہیں ہے اس کے اچھے نتائج بھی برآمد نہیں ہوئے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جی مذاکرات اس کا ذریعہ ہے ۔

میاں محمد نواز شریف نے اپنے دوستوں کے ساتھ مشورہ کر کے چند قانون کے جاننے والے لوگوں کو کہا کہ بیٹھ کر آپ وہ package بنائیں جس کی offer گورنمنٹ کو کی جائے اس میں وہ چیزیں بھی رکھی جائیں جو حکومتی پارٹی کے منشور میں ہیں، جن کو وہ بھی چاہتے ہیں۔ آج ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس package میں آٹھویں ترمیم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس میں ذکر ہے ان نو پوائنٹس میں ایک پوائنٹ یہ بھی ہے ۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے جس سے یہ روز روز کی اکھاڑ پچھاڑ نہ ہو اور ہم جو، ہمارا اصلی فرض ہے اس کی طرف چل سکیں۔ انہوں نے اس میں یہ کہا ہے کہ یہ مطالبہ پیپلز پارٹی کا تھا کہ چیف الیکشن کمشنر مقرر کرتے ہوئے اپوزیشن سے مشورہ کیا جائے ۔ باقی جو اہم عہدے ہیں ملک کے ان میں بھی اپوزیشن سے صلاح مشورہ لے لیا جائے۔ اس میں کیا برائی ہے یہ تو پیپلز پارٹی بھی کہتی تھی۔ چیف الیکشن کمشنر کے بارے میں بھی کہتی تھی۔ اس میں دیگر جو مسائل ہیں، یہ جو فلور کراسنگ ہے اس کے بارے میں بھی اس میں ایک نقطہ ہے کہ یہ جو لوٹاکریسی ہے اس کو کیسے

بند کیا جائے ملک کے ان اداروں میں stability کیسے لائی جائے ۔ اور یہ جو لوٹا کریسی ہے یہ کسی کو بھی suit نہیں کرتی ۔ نہ ایک سائیڈ کو نہ دوسری سائیڈ کو ۔ اور اگر کوئی اپنا ضمیر بیچتے ہیں پیسے لے کر اور عہدہ لے کر اور کوئی کسی لالچ میں آکر، اس کو discourage کرنے کی بات ہے ۔ اس دروازے کو بند کرنے کی بات ہے۔ اسی لیئے اس میں یہ تجویز بھی دی گئی کہ جو لوگ آزاد امید وار آتے ہیں یا تو آزاد امیدوار کا سلسلہ بند کیا جائے جیسے بعض ممالک میں بند ہے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر جو آزاد امید وار آتے ہیں وہ instability کا باعث نہ بنیں ۔ کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف نہ جائیں بلکہ انہیں یہ کہا جائے کہ جب آپ حلف اٹھائیں تو آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ آپ نے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے ۔ آپ نے ایک پارٹی میں جانا ہے، دوسری پارٹی میں جانا ہے، یہ آپ فیصلہ کرلیں ۔ اگر آپ نے اپنے constituents سے مشورہ کرنا ہے ان سے کرلیں ۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے جب ووٹ دیا تو آپ کے آئندہ پروگرام کے بھی انہوں نے آپ کو اجازت دے دی ہے تو پھر اسی میں آپ رہیں ۔ لیکن یہ بات بھی سوچنے کی تھی، لیکن انہوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا ؛ انہوں نے کہا جی اس میں تو سوچنے کی کوئی بات ہی نہیں ہے ۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت ذرا برابر بھی ماحول کو ٹھنڈا کرنے اور اس instability کو ختم کرنے کے لئے ذرا بھی جذبہ رکھتی تو اس کا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ کہتی کہ ان نو نکات میں سے ساڑھے آٹھ نکات ہم تسلیم نہیں کرتے ایک آدھا نکتہ ایسا ہے جس میں بات ہوسکتی ہے پھر بھی کہتے آئیے بات شروع کرتے ہیں ۔ لیکن کیا وزیر اطلاعات کیا دوسرے وزراء ان کے بیانات آپ دیکھیں کہ وہ آگ اور دھواں اگل رہے تھے ۔ ان کو کوئی خیال نہیں تھا ۔ آج وہ کہہ رہے ہیں جی کہ اس میں مذاکرات ہونے چاہئیں، مفاہمت ہونی چاہئے ۔ اس کے بغیر سلسلہ نہیں چل سکتا اور یقیناً نہیں چل سکتا لیکن یہ آئے روز اگر بعض لوگوں نے یہ وطیرہ ہی بنا لیا ہے کہ کسی کی تذلیل کرنی ہے، ذرائع ابلاغ کے اوپر بھی، اخبارات میں، یوں بھی، ویسے بھی، باتوں میں بھی، اور کوئی سنجیدگی کی بات نہیں کرنی تو پھر یہ کب آپ کو کہنے کا حق ملتا ہے کہ آپ کہیں جی کہ فلاں نے پھر یہ طرز عمل کیوں اختیار کیا ؛ ایک خاتون نے ، ایک ممبر قومی اسمبلی کو کہتے ہیں جی اس نے حملہ کر دیا جب اس نے دوپٹہ پھینکا صدر صاحب کی طرف ۔

جناب چیئرمین صدر نہ صرف ملک کا سربراہ ہے بلکہ سپریم کمانڈر بھی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بڑا جری اور بہادر آدمی ہے۔ پوری فوج اس کے ماتحت ہے۔ اور دو یا تین فٹ کا ململ کا اگر کپڑا یا دوپٹہ اس کی طرف پھینکا جائے۔ جو اس ملک کی روایات بھی ہیں کہ اگر کوئی آدمی باز نہ آ رہا ہو بعض معاملات سے اور آپ اسے کہیں کہ میں اپنا دوپٹہ تمہارے پاؤں پر پھینکتی ہوں' بہنیں پھینکتی ہیں ' مائیں پھینکتی ہیں دوسری خواتین پھینکتی ہیں۔ کہ جو طرز عمل تم نے اختیار کیا ہے وہ نہ کرو۔ اور اس پر لکھا ہوا تھا کراچی کے حالات کا لکھا ہوا تھا' میاں صاحب کے والد کی گرفتاری کا لکھا ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔پھر وہ دوپٹہ تو نہیں تھا وہ تو پھر شاید ---

راجہ محمد ظفر الحق۔ وہ ایٹم بم تھا' یا میزائل تھا' یا سکڈ تھی' یا سٹینگر تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہرحال راجہ صاحب میں آپ کو بالکل روکنا نہیں چاہتا ہوں لیکن یہ کہ کوئی 27-28 منٹ تقریباً" ہوگئے ہیں چونکہ حافظ صاحب بے چین رہے ہیں۔ صرف میں اطلاعاً" عرض کرنا چاہتا تھا باقی آپ کی صوابدید پر ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ آپ کی اطلاع مجھ تک پہنچ گئی ہے میری خوش قسمتی ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو ذرا حوصلہ رکھتے ہیں۔ لیکن میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو گرما گرمی ملک کے اندر پیدا ہوئی ہوئی ہے میں بالکل وثوق سے کہتا ہوں کہ اس کی زیادہ ذمہ داری برسراقتدار لوگوں پر ہوتی ہے۔ اگر میں اپوزیشن میں ہوتے ہوئے ملک قاسم صاحب کے پاس چلا جاؤں کوئی عار نہیں ہے۔ لیکن اگر اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ اگر اپوزیشن کی طرف ہاتھ بڑھانے کے لئے آ جائیں یہ ان کی عزت میں اضافہ ہے۔ اور ماحول کو بھی بہتر کرنے کے لئے اس سے میں سمجھتا ہوں مناسب طرز عمل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر بجائے اس بات کے کہ ہر روز نئے سے نیا سلسلہ' نئے سے نئے بیانات' نئے سے نیا طرز عمل اس لئے اگر وہ لوگ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں تو میں نے اس سے پہلے بھی اسی ایوان میں یہ گزارش کی تھی کہ اپنے طرز عمل کو تھوڑا سا بدلیں۔ میرا یہ یقین اب بھی ہے کہ حکومت کے اندر بھی ایسے لوگ موجود ہیں سارے کوئی آگ بگولہ قسم کے نہیں ہیں۔ کچھ ہیں جو اپنی طبیعت سے مجبور ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی تو ہوں گے بالکل گیا گزرا سلسلہ تو نہیں ہے جو یہ دلیری سے کہہ سکیں کہ اس طرز عمل سے نقصان ہو رہا ہے

حکومت کا بھی اور ملک کا بھی۔ اس لئے اگر آج کل پرسوں جب کبھی بھی حکومت کو ہوش آئے وہ اپنا طرز عمل بدلے تو میں آپ کو بطور چیئرمین اور بطور ممبر حکومتی پارٹی کا یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ تیار پائیں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت شکریہ جناب راجہ صاحب' جی جناب سنیٹر ملک محمد قاسم صاحب۔

Malik Muhammad Qasim: Sir, I am grateful, you have given me the opportunity. Let me point out at the very outset that, probably I would have just said five words or six words and I would have condemned whatever happened in the House on hat day and whatever happened outside the House on that day, but Raja Sahib!s speech had forced me to say a few more words. I will never justify what happened inside the House. How can you justify President or the Prime Minister being attacked or the Members of Assembly being attaacked and how can you justify Members of Assembly being attacked outside the House. It was shameful that is maximum, I would not like to say more words, it was disgracing behaviour within the house as well as outside the House, and who so ever is responsible, he should also feel ashamed about it.

Sir, Raja Sahib has very correctly pointed out that the People's Party Provincial President had desired to hold a rally but whatever Raja Sahib has said after that is not fair. I would not have wasted my time in defending all those things. I would have said that whatever has happened, let the bygone be bygones. Let us try to save the instituations. Let us try to strengthen the institutions but as it has been said Sir that rally was planned, that rally was meant to do this thing or that thing. If that rally was meant to do that thing, the Government would have not banned to which Raja Sahib himself agrees and naturally it had to be banned before

the session was held. If he says that the Government or the authorities were not fast enough, they should have taken immediate action and informed the People's Party that they will not be allowed to hold the rally. The Provincial People's Party, that is a separate matter, but the only thing which Raja Sahaib has said is that because the Opposition had also given, yes sir, the Opposition had given and I would not have defended Jehangir's action but when you repeatedly say that the Government was planning to do this, the Government was intending to do this, the Government inside the House did such things about the mike and everything. Yes, they may have requested. It might have been done. We know that the Leader of the Opposition himself and I am not saying that the Leader of the Opposition in the Senate, I am talking of the Leader of the Opposition in the National Assembly, the Ex-Prime Minister, he held a meeting in his party office. They decided the line of action and if they kept the line of action to themselves, it would have been a different matter. They gave it to the Press, they gave the line of action and not on that day, it was before Jehangir had summoned that rally that we are going to treat the President in the manner in which the People's Party had treated Ghulam Ishaq Khan. We are not going to let him speak, we are not going to let him do this thing. How does he dare come. They were demanding the Joint Session. They were demanding the Joint Sitting of both the Houses and at the same time Deputy Leader of the Opposition is on record, he said so many times. He quoted the Constitution. He quoted the rules. He said that how can you hold. They requisitioned National Assembly session and he said how can you hold that before the President's address to the Joint Sitting because he has to make a Joint address before the National Assembly session can be called in the coming year. After having been warned, after having been told time and again that this is what we are

going to do with the President of Pakistan and quoting an example. I am not one of those who would say that if we have to improve the conditions, it does not justify the Government of the day. I know some people say that. If anything wrong happens, if any wrong policy is criticised or if any criticism comes, we say.

کہ جی آپ کے زمانے میں کیا ہوتا تھا

If it is felt that whatever had been done by the Opposition of that time and when Mr. Nawaz Sharif was the Prime Minister, it was not correct and it is shameful that believing that it was not correct that Opposition should come here and try to do the same thing which had been done by the previous Opposition. But I don't say anything, there is a difference. There is a lot of difference. Mr. Nawaz Sharif is on record. I heard that speech myself sir, on the TV when he said that the elections were fair. When he said that he would not do long marches. He does not know what are long marches? what is meant by long marches or etc. and he would not be a party to such things. He even offered cooperation to the Leader of the House. As far as 1990 elections are concerned, it is a known fact or it is a known allegation that the opposition of that day repeatedly said that rigging had taken place during the elections. They never said that elections were fair, they never said that they were going to accept those elections Though sometimes they were prepared to negotiate but that is a very big difference, Sir, that the Leader of the Opposition had mentioned that the present Government has come into being on account of a fair election. He may be saying, something else, six months or one year later but when the elections took place, when this Government came into power, it was said that elections were fair. Therefore, sir, there is lot of difference in the elections of 1990 and the elections of 1993.

There is another difference that nobody tried. There was a noise, the

opposition must have made noise which is beeing alleged, this GO BABA GO, but this was never alleged, they never came out of their seats. It has already come in the press. I am not justifying what was done, but I am showing the difference that they remained on their seats, and they made noise about it, and made noise against a person about whom they, who had dismissed that assembly , who dismissed their government, who had held elections which were considered rigged elections and who had supported Mr. Nawaz Sharif to come into power and be the Prime Minister of the country. Then the Leader of the Opposition of that time, had justification to do such things. She never left or for that matter a party never left the seats which were allotted to them. The allegation is being made sir, that only two mikes were allowed to function. When you openly say, I have not consulted the Speaker why he did it? How he did it? I am ignorant about it but when repeatedly it is being said that we are not going to allow the President to speak, we are not going to allow the proper functioning of the joint sitting of the Parliament. Then, the Speaker should be congratulated , if the Speaker had seen that only the two mikes should work, because it is a known fact, sir, and it is the law, it is in the Rules of Procedure that when the President addresses the House, there are no points of order. There is nothing of that type on the basis of which those things are done, and if on that these mikes or the mikes in the National Assembly were not working , there is nothing wrong with it and if as precautionary measures , only two mikes were working , one of the Speaker and one of the President, I think it was a fair thing to do and there could not be any justification for getting up and doing those things .

Sir, we were there. I was sitting in the lobby watching what was happening, No, I was sitting in the House, I am sorrry, I was sitting next to the

Leader of the House and watching what was happening. I was watching even on the day when the National Assembly session was held. That I was sitting in the lobby and watching that. That was a precedent , on account of which, the Speaker should have been extra careful and he was extra careful , if the Speaker had ordered about those mikes and if the Speaker who could order only two mikes to be used. It was a repeated performance, may be a little worse performance than what hapappened in the National Assembly . How does it happen ? I mean , to say that, it has been said , let me tell you, as some of my friends have correctly, I am talking of the Opposition, pointed out that today this has happened , tomorrow the guns would come, the Senators would come being guarded. It has been said in the press, and it is a fact that if these things continue in the manner in which the National Assembly was conducted, the joint sitting was conducted inside the House and whatever happened outside the House, I am afraid sir, guns would come and that is why , that is one of the major reason, why I condemned what happened on that day?

The President should not have been treated in the manner, he was treated. He was not elected in the manner in which some other people were elected . He was not the result of an election or having been elected by people about whom there was an allegation that it was a rigged election. I do not say that the instititions would go, it has been said today that nothing would happen to the Institution, I wish nothing happens to the institution. But whatever has been happening with the institutions in the past to give examples of the past Assemblies or to give examples of the past Legislature or to give example what conduct was there in the past Legislature sir, what has been happening once or twice there? And as a result of that Martial Laws or some other type of

governments have been coming. Kindly keep in your mind what is happening now. It happened once in Dacca, to which we keep on referring the Assembly of 1971. Here it is happening every day, Sir, I am proud to be a Member of this House, where it does not happen, I congratulate the Members of the Opposition also that we don't behave in that manner, I even congratulate the Senators the ways they behaved in the Joint Sitting.

I am affraid the way the National Assembly Members behaved, it was very disgraceful. Let us condemn it, let us not justify it, neither this side should justify it nor that side should justify it and if it is said as one of my friends said and he has rightly pointed out that we were doing this against the President because the President's speech is always written by the government you know it. When you used to write the President's speeches also which was delivered in the House, when you were in power, when you had the Government, and Mr. Nawaz Sharif was in the government, he has been replied as to how he knew what President was going to say ? How did the whole Opposition four or five days earlier know what was going to happen? .... and I remember the words of Leader of the Opposition. He said,' how are you going to treat the President in the Joint Sitting, and I don't like to repeat those words, he said we will treat him as any bad person is treated. If we start planning in that manner and if we give reasons which don't exist because he was going to praise the Government or not to praise the Government. Let us talk of that also Sir.

Alright the policies of this Government are not good policies. If you think that by creating those scenes you can improve those policies please do create those scenes. But for God's sake tell me if you talk of Karachi, what was the Karachi's situation when you were in power . It is no justification that this

Government did not improve the Karachi situation. I say that if this Government cannot improve those things which was bad during your Government. This Government has no right to exist. I am with you on that issue. The Government comes to improve the situation. The Government comes for the betterment of the people. The Government gives policies which improve the economic conditions, the Law and Order and every thing. But if you were going to be against Banazir's Government and if you thought that the only excuse which you have that the Karachi situation is bad there is army in Karachi and the people are being killed in Karachi. Such and such thing isthere, the Shariat has not been brought, but Sir, what were the conditions in your time? Are they worse? In what way are they worse? I am not going into this, I would not tell you what was my position on Mian Sharif's arrest. But please do not go on rubbing it or anything like that.

I have not signed those documents, if an ordinary criminal, if an ordinary smuggler, if an ordinary black marketier, if they have black money it is not justified but you cause to whiten that money. You like that money to come into circulation and may be used for the betterment of the people but Sir, the Presidents and Prime Ministers cannot do that. The Prime Ministers and Presidents cannot make laws themselve and then whiten their own money or their family should whiten their black money. How the black money is made? It is either made by smuggling, it is either by blackmarketing, it is either made by avoiding taxes and I have not said it and I am not saying that anybody should be arrested. Anybody should be punished because I know under the law...... A law was made when foreign bearer certificates could be brought. Any amount of money you can bring through foreign bearer certificates, and any amount of foreign exchange you could take away from this country and deposit it even outside the country. That law was

made and after that law foreign bearer certificates were bought but if they were bought by smugglers, if they were bought by black marketeers. If they were bought by ordinary citizens of this country, I may not criticise it I have criticised it even then.

اسلام میں حرام کبھی حلال نہیں ہو سکتا

Black money cannot be whitened. Do not tell us about the economic systems or anything like that but I do not expect a Prime Minister. I do not expect a family of Prime Minister I do not expect a President I do not expect these Ministers to have black money and to come in and whiten it by making a law of their own. You cannot improve the country. This I have just mentioned that is corruption in any way, worse than what it was before. I am not saying that the condition is improved, I am not saying that corruption has gone. I am not saying these things but for God sake when you talk of corruption you look into...

اپنے گریبان میں دیکھیں خدا کے واسطے۔

I am not saying that is the justification. No, it is not justification for the present Government to be corrupt It is not justification that corruption should not go outside the country. This country will be destroyed the amount of corruption which exists in the country, but to say that we are not going to let.. we are going to attack the Prime Minister. Everybody watched, I am not going to name anybody, how the Prime Minister was being threatened. Everybody watched how people tried to go and get on to the stage where the President was speaking. So, therefore, if you talk of the policies, if you want to criticise the policies, they must be criticised. Otherwise, this Government is not the Government of angels. I am not one of those. This Government has no justification to say that because you were bad, therefore, we are going to be bad. It is the duty of this Government, if they feel

that they are the representatives of the people, it is the duty of this Government to improve the conditions, to improve the economic conditions, to improve the law and order situation, to eradicate corruption, to bring in..., I even say it is the duty of this Government to bring consensus on the national issues, but can it bring consensus on the national issues, if we are not prepared to talk to each other. I defy the Prime Minister, I defy the Leader of the Opposition, give me something else on Kashmir which the people of Pakistan do not desire. Give me another idea which is acceptable to the people of Pakistan. This is no justification. You are not serving the country, if we keep on scoring points on each other, if we keep on scoring points by making false accusations against each other.

I know that nobody can -- on nuclear issue neither Nawaz Sharif can have another policy, nor can Benazir have another policy. Can you imagine, Sir, this has not been displayed by the Press of Pakistan? it should have been displayed by the Press of Pakistan, whatever the Indian delegate or whatever you may call it, or whosoever was representing them in the United Nations, the Government should have done it. The Government also did not do it. He said that the Leader of the Opposition, Mian Nawaz Sharif has said that we have got the atom bomb. He said that the Leader of the Opposition has said this and that thing is being done against the Kashmiris and this is what is being done in Pakistan to train and do this thing. All those allegations which have been made against this Government, all those things on which we are trying to score points, I know that Mian Sahib knows that he can not have a different policy on nuclear issue. And the Prime Minister also knows that she can not have another policy on nuclear issue, excepting the one which is acceptable to the people of Pakistan and which is in the interest of Pakistan. Is it not shameful that on such national issues, we should not be able to

create consensus? We talk of corruption, we talk of wrong policies and economic policy and this policy and that policy. Sir, let us help each other in eradication of corruption. Nobody can eradicate corruption unless there is evidence to that effect. Unless we make the people realise, there is no sanction of the people against corruption. And they feel that we are making fun of each other. I make an allegation against Raja Sahib, Raja Sahib makes an allegation against me. Neither does he give any proof, nor do I give any proof and probably, we both may be corrupt and the people say they are just fooling each other. I know sir, you are looking at the watch.

Mr. Presiding Officer: It is 10 O clock. Some of your colleagues behind you are also impatient and I want you to be brief, although the Senators are appreciating your speech.

Malik Muhammad Qasim: I am grateful to them Sir, if they are appeciating my speech. But I would like to appreciate your speech. I would like to appreciate Sheikh Rafique's speech. I would like to appreciate many of my friends' speeches. I would have appreciated Raja Sahib's speech but he went one way this time, I don't know why? Sir, one thing which I want to answer before this is over. You have not made an offer of reconciliation. Please don't talk of that package again and again. When you call 1993 elections as fair elections and then all of a sudden you come and you say, alright, we are going to give you a package and in that package you must concede that you will resign. The President will resign and there would be another election.

کیا بات کرتے ہیں آپ؟

You just want us to get out. We willl not get out like that. (Clappings)-

کیوں جی ؛ مارشل لا کے ساتھ بھی یہ رہیں اور اب بھی یہ ہی حکومت کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؛

But talking seriously, sir, we must have consensus on national issues, if we really want to improve things. But I am watching Senator Abdul Rahim MandoKhel. It hurts me, at least, when he said that Malik Qasim would not be able to come to Quetta. I will go to Quetta because you will give me protection. You will be duty bound to give me protection. You will welcome me in Quetta. Well Quetta is my home, it is as dear to me as Bhawalnagar is dear to me. And you will come to Islamabad and I will see who can stop you from coming Islamabad whether you are in the opposition or whether you are in the Government. These things should not be seen, it hurt me at that time. I made a lot of noise but you did not listen to me. But Sir, if this is a genuine offer, the Prime Minister has been making offer time and again even now she has said that let us sit down I think I was in my chamber when I heard the Law Minister saying something about Speaker and the Chairman calling these people and talking for the consensus and all that.

Sir, if we really want this country to exist and if we really want to live honourably in the community of nations, we are living honourably in the community of nations, just to fly a flag - whom do we show that flag? Upto 1965 I could go with a great honour, I did go abroad and I could go with a head up and head high, whether it was a dictatorial regime or whether it was any other regime.(I am not going into it), I am talking from 46 to 65 but after 70, after 71, can't take up my head up and after what has been happening in this coountry, eleven years Martial Laws , I am not complaining against anybody, I never talk against the people who have uttered this word and I would not utter a word against them but let us be very frank after what the people think of us as a corrupt nation, after when

we don't think that such a thing does not happen even then we hear that

اربوں روپے کھا گئے ہیں لوگ

and it is not the politician alone I am not defending the politicians as some newspapers read that the politicians do that. Who is not corrupt in this country? The industrialist is not corrupt, the Zamindar is not corrupt, the politicians are not corrupt, the bureaucrats are not corrupt, unfortunately even the teachers have become corrupt, it is a shameful thing. It should satisfy my heart, inside my heart, that the other nations look at me that here goes a Pakistani, here goes a member of that nation which is a great nation, today nobody thinks that but all the money which we are accomulating, certain individuals with that they think that we will become big.

میں تو مکافات عمل میں بھی believe کرتا ہوں۔ چیئرمین صاحب مجھے معلوم نہیں آپ کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں لیکن میں کرتا ہوں۔ اگر میں نے برائی کی اپنے بھائیوں کے ساتھ۔ اپنی قوم کے ساتھ۔ اپنے دوستوں کے ساتھ۔ اگر میں بچ گیا ہوں تو میرے بچے اور میرے پوتے پوتیاں نہیں بچ سکتیں اللہ تعالی یہاں پر بھی بدلہ لیتا ہے۔انتقام ہوتا ہے لیکن ہم محسوس نہیں کرتے۔

We just do not feel it but is there (*Mukhfat-e-Amal*).

Therefore, if we really want that our children should live as decent citizens of Pakistan. It is shameful, leave aside it is dangerous for the country, it is shameful what is happening in Karachi. It is shameful what is happening in Karachi. It is shameful what is happening in other places from the law and order point of view. Therefore, sir, if they are really serious, they should talk on national issues, a fair election is a national issue. You have had a fair election after a very very long time in the country. As a result of fair election a Government has come, your job should not only be to just choke that Government and talk of new elections, there are not going to be new election, this time is up. If you want to talk

on Kashmir , if you want to talk on amendment for the Constitution, we are asking you to talk about the amendments of the Constitution that are comming .

تم پہلے چلے جاؤ پھر ہم بات کریں گے تو پھر میرا باپ یہاں بیٹھ کے amendment کرے گا۔
اگر میں یہاں پر نہیں ہوں گا۔ آپ کیسے amendment کریں گے ۔ اسلئے عرض یہ ہے جناب

With these words Sir, I support Raja Sahib and that whatever was done , whether an assault was made on President, whether an assault was made on the Prime Minister, whether some MNAs were hit within the Assembly or some MNAs were hit outside the Assembly, I condemn it, sir, with all the emphasis at my command and I hope that this would not happen again and the debate stands concluded, Sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you Malik Sahib. The House is now adjourned to meet again on the 22nd of November, 1994 at 04.00 p.m.

[The House then adjourned to meet again at four of the clock in the evening on Tuesday, the 22nd November, 1994].

PCPPI—4493 (97) Senate—6-10-97—180.